CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

5780

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

5780

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ادبی مطبوعات

(۱) اسیر حرص	آغا حشر کاشمیری	مرتبہ ڈاکٹر محمد شفیع	12 = 0
(۲) مثنوی گلزار نسیم مع تنقیدی جائزہ		//	12 = 0
(۳) چکبست اور انکی منتخب نظمیں		//	6 = 0
(۴) نظیر اکبر آبادی اور انکی منتخب نظمیں		//	4 = 0
(۵) باغ و بہار کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی		4 = 0
(۶) مثنوی سحر البیان کا تہذیبی مطالعہ	رضیہ سلطانہ علوی		7 = 0
(۷) میر انیس و مرزا دبیر اور انکے منتخب مرثیے	مرزا امیر علی جونپوری		15 = 0

اُردو پبلشرز۔ نظیر آباد۔ لکھنؤ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳) میر انیس اور مرزا دبیر اور انکے منتخب مرثیے قیمت 0-0-15

جناب مرزا امیر علی صاحب جونپوری اس کتاب کے مرتب ہیں۔ تقریباً دو ہزار
مرثیہ نگاروں کے تذکرے ترتیب دے چکے ہیں۔ جس میں ایک ہزار مرثیہ نگاروں
کا تذکرہ دو جلدوں میں فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی۔ حکومت اتر پردیش
لکھنؤ کے مالی تعاون سے شائع ہو رہی ہے۔

"مرثیہ نگاران جونپور" کا تذکرہ تیار ہو چکا ہے جلد ہی یہ بھی شائع
ہو جائے گا۔

زیر نظر کتاب ایم اے اور بی اے کے طالبعلموں کے مطالعہ کے
لئے شائع کیا ہے۔ اس میں مختصر "تاریخ اردو مرثیہ" اور میر انیس اور
مرزا دبیر کے مرثیوں کا ایک مختصر جائزہ شامل کیا گیا ہے۔

اور ان کے چند منتخب مراثی بھی شامل ہیں۔ یہ مراثی ہندوستان
کی یونیورسٹیوں کے کورس میں شامل ہیں۔

طالبعلموں کے لئے ایک مفید کتاب ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh
(اسیر حرص کی طبع بہت جلد ہو جاتی ہے)

دیگر ادبی مطبوعات

(۱) مثنوی سحر البیان کا تہذیبی مطالعہ | قیمت 0-50-7

محترمہ رضیہ سلطانہ علوی کا مثنوی سحر البیان پر یہ ایک نایاب اور گراں قدر مقالہ ہے۔

ہر رخ سے روشنی ڈالی۔ کوئی گوشہ نہیں چھوڑا ہے۔ یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ پانچ ایڈیشن صرف اردو پبلشرز نے شائع کئے ہیں۔ اس کتاب پر جناب تنویر احمد صاحب علوی لکچرار شعبہ اردو دلی کالج۔ دلی اور جناب احسان الحق اختر صاحب کے مقدمے نے اس کتاب کی اہمیت بڑھا دی ہے۔ طالبعلموں کے لئے ایک مفید کتاب ہے۔

(۲) باغ و بہار کا تنقیدی جائزہ | قیمت 0-50-4

جناب سید امام مرتضیٰ نقوی امروہوی کا نام ادبی دنیا میں اتنا مشہور ہو چکا ہے کہ وہ اب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ برصغیر کے مایۂ ناز ادیب اور نقاد ہیں۔

باغ و بہار ایسی کتاب پر کچھ لکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کتاب طالبعلموں کے لئے نہایت مفید ہے:

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چند ادبی مطبوعات

جناب ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ملک کے جانے مانے ادیب و شاعر ہیں۔ ادب کی دنیا میں جتنے کم وقت میں انھوں نے اپنے لئے ممتاز جگہ بنائی ہے وہ بہت لوگوں کو نصیب ہوئی۔ یہ سب کچھ آپ کی محنتوں کا ثمر ہے موقع پرست ادیبوں نے ملک کے مایۂ ناز ڈرامہ نگار "حضرت آغا حشر کاشمیری" کے ڈراموں کی شکل ہی بدل دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ان ڈراموں کی صحت پر دل و جان سے لگے ہوئے ہیں انشاء اللہ جلد منظر عام پر آجائیں گے۔

ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے ممنونِ احساں ہیں انھوں نے ہمیں اپنی تخلیات کی اشاعت کی اجازت دی۔

چند کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو ایم۔ اے اور بی۔ اے کے طالبعلموں کے لئے ہیں

(۱) اسیر حرص — آغا حشر کاشمیری — 12-0-0

(۲) مثنوی گلزار مع تنقیدی جائزہ — 12-0-0

(۳) چکبست اور ان کی منتخب نظمیں — 6-0-0

(۴) نظیر اکبر آبادی اور انکی منتخب نظمیں — 4-0-0

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ باغِ وطن رونقِ گلزارِ جناں ہے
سرمایۂ نازِ چمن آرائے جہاں ہے

ہے خطۂ سرسبز میں اک نور کا عالم — ہر شاخ و شجر پر شجرِ طور کا عالم
پرویں ہے یہ ہے خوشۂ انگور کا عالم — ہر خار پہ بھی ہے مژدۂ طور کا عالم

نکلے نہ صدا ایسی مغنّی کے گلوں سے
آتی ہے جو آوازِ ترنّم لبِ جُو سے

میووں سے گرانبار وہ اشجار کے ڈالے — بکھرے ہوئے وہ دامنِ کہسار پہ لالے
اڑتے ہوئے بالائے ہوا برف کے جھالے — دیکھے جو کوئی دور سے ہیں روئی کے گالے

وہ ابر کے ٹکڑوں کا تماشا شجروں میں
جھرنوں کی صدائیں وہ پہاڑوں کے دروں میں

چھوٹے ہوئے اس باغ کو گزرا ہے زمانا — تازہ ہے مگر اس کی محبت کا فسانا
عالم نے شرف جنکی بزرگی کا ہے مانا — اٹھے تھے اسی خاک سے وہ عالم و دانا

تن جن کا ہے بیو نداب اس پاک زمیں کا
رگ رگ میں ہماری ہے رواں خون انھیں کا

ہاں میں بھی ہوں بلبل اسی شاداب چمن کا — ہے چشمۂ فردوس یہ عالم ہے دہن کا
کس طرح نہ سرسبز ہو گلزار سخن کا — ہے رنگ طبیعت میں چمن زار وطن کا

تازہ ہیں مضامیں بھی طبیعت بھی ہری ہے
ہاں گلشنِ قومی کی ہوا سر میں بھری ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شور ماتم نہ ہو جھنکار ہو زنجیروں کی
چاہیئے قوم کے بھیشم کو چتا تیروں کی

کشمیر

پانی میں ہے چشموں کے اثر آبِ بقا کا — ہر تخل میں عالم خضر سبز قبا کا
جو پھول ہے گلشن میں وہ ہے نورِ خدا کا — سایہ میں شجر کے ہے اثر ظلِ ہما کا
مبدا کرم عام کی ہر جوئے رواں ہے
سرچشمۂ فیضِ چمن آرائے جہاں ہے

وہ موج ہوا کا حرکت ابرو کو دینا — چشموں سے پہاڑوں کے وہ اڑتا ہوا چھینا
گاتے ہوئے ملاحوں کا وہ کشتیاں کھینا — ڈل کا وہ سرِ شام ادھر کروٹیں لینا
وہ عکس چراغوں کا جھلکتا نظر آنا
پانی کا ستارہ بھی چمکتا نظر آنا

ہر لالۂ کہسار ہے شکلِ گلِ راحت — داغ اسکے ہیں خالِ رخِ حورائے مسرت
کیا سبزۂ خوشرنگ ہے سرمایۂ عشرت — دل کیلئے ٹھنڈک ہے جگر کے لئے فرحت
ایسا نہیں قدرت نے کیا فرش کہیں پر
اس رنگ کا سبزہ ہی نہیں روئے زمیں پر

وہ صبح کو کہسار کے پھولوں کا مہکنا — وہ جھاڑیوں کی آڑ میں چڑیوں کا چہکنا
گردوں پہ شفق کوہ پہ لالے کا مہکنا — مستوں کی طرح ابر کے ٹکڑوں کا بہکنا
ہر پھول کی جنبش سے عیاں نازپری کا
چلنا وہ دبے پاؤں نسیم سحری کا

وہ طائر کہسار لبِ چشمۂ کہسار — وہ سرد ہوا کرم ابر گہربار
وہ میوۂ خوشرنگ وہ سرسبز چمن زار — اک آن میں صحت ہو جو برسوں کا ہو بیمار

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

موت مہر آسٹ کی تھی یا تری مرنے کی خبر — مردنی چھا گئی انسان تو کیا پتھر پر
پتیاں جھک گئیں مرجھا گئے صحرا کے شجر — رہ گئے جوش میں بہتے ہوئے دریا تھم کر
سرد و شاداب ہوا رک گئی گلزاروں کی
روشنی گھٹ گئی دو چار گھڑی تاروں کی

تھا نگہبانِ وطن دبدبۂ عام ترا — نہ ڈگیں پاؤں یہ تھا قوم کو پیغام ترا
دل رقیبوں کے لرزتے تھے یہ تھا کام ترا — نیند سے چونک پڑے سن جو لیا نام ترا
یاد کر کے تجھے مظلوم وطن روئیں گے
بندۂ رسمِ جفا چین سے اب سوئیں گے

زندگی تیری بہارِ چمنستانِ وفا — آبرو تیرے لیے قوم سے پیمانِ وفا
عاشقِ نام وطن کشتۂ درمانِ وفا — مردِ میدانِ وفا جسمِ وفا، جانِ وفا
ہو گئی نذرِ وطن ہستیِ فانی تیری
نہ تو پیری رہی تیری نہ جوانی تیری

اوجِ ہمت پہ رہا تیری وفا کا خورشید — موت کے خوف پہ غالب رہی خدمت کی امید
بن گیا قید کا فرمان بھی راحت کی نوید — ہوئے تاریکیٔ زنداں میں ترے بال سپید
پھر رہا ہے مری نظروں میں سراپا تیرا
آہ وہ قیدِ ستم اور بڑھاپا تیرا

معجزہ اشکِ محبت کا دکھایا تو نے — ایک قطرے سے یہ طوفان اٹھایا تو نے
ملک کو ہستیِ بیدار بنایا تو نے — جذبۂ قوم کے جادو کو جگایا تو نے
اک تڑپ آ گئی سوتے ہوئے ارمانوں میں
بجلیاں کوند گئیں قوم کے ویرانوں میں

لاش کو تیری سنوارے نہ رقیب آن کہن — ہو جبیں کے لیے صندل کی جگہ خاکِ وطن
تر ہوا ہے جو شہیدوں کے لہو سے دامن — دیں اسی کا تجھے پنجاب کے مظلوم کفن

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

جنازہ ہند کا در سے ترے نکلتا ہے
سہاگ قوم کا تیری چتا میں جلتا ہے

رہے گا رنج زمانہ میں یادگار ترا — وہ کون دل ہے کہ جس میں نہیں مزار ترا
جو کل رقیب تھا ہے آج سوگوار ترا — خدا کے سامنے ہے ملک شرمسار ترا!

پلی ہے قوم ترے سایۂ کرم کے تلے
ہمیں نصیب تھی جنت ترے قدم کے تلے

مرثیہ بال گنگا دھر تلک

ہندوستانی سیاست کے آسمان پر تلک (۱۹۱۹ء - ۱۸۵۶) کی حیثیت آفتاب کی سی تھی۔ کانگریس کے جلسوں میں انگلستان کے قومی ترانے گائے جانے کے خلاف انھوں نے سب سے پہلے آواز اٹھائی تھی۔ وہ انگریزی حکومت سے سخت متنفر تھے اور انتہا پسند نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ کانگریس اِنکے خیالات کا ساتھ نہیں دے سکی اس لئے ۱۹۰۷ء میں وہ کانگریس سے الگ ہو گئے اور ہوم رول لیگ قائم کی۔ انکا خیال تھا کہ ہندوستانیوں کو آزادی کی بھیک مانگنے کے بجائے اسے بزور حاصل کرنا چاہیئے اور اسکی وہ تبلیغ ... تمام عمر کرتے رہے ؛

مُرتّب

موت نے رات کے پردے میں کیا کیسا وار — روشنی صبحِ وطن کی ہے کہ ماتم کا غبار
مورکہ سرد ہے سویا ہے وطن کا سردار — ظلمتِ شب کا باقی نہیں سونی ہے کچھار

بیکسی چھائی ہے تقدیر پھری جاتی ہے
قوم کے ہاتھ سے تلوار گری جاتی ہے

اُٹھ گیا دولتِ ناموس وطن کا وارث — قوم مرحوم کے اعزازِ کہن کا وارث
جاں نثارِ ازلی شیرِ دکن کا وارث — پیشواؤں کے گرجتے ہوئے رَن کا وارث

تھی سمائی ہوئی پونا کی بہار آنکھوں میں
آخری دور کا باقی تھا خمار آنکھوں میں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

رہا مزاج میں سودائے قوم خُو ہو کر وطن کا عشق رہا دل کی آرزو ہو کر
بدن میں جان رہی وقفِ آبرو ہو کر رگوں میں جوش محبت رہے لہو ہو کر

خدا کے حکم سے جب آب و گِل بنا تیرا
کسی شہید کی مٹی سے دِل بنا تیرا

وطن کی جان پہ کیا کیا تباہیاں آئیں امنڈ امنڈ کے جہالت کی بدلیاں آئیں
چراغِ امن بجھانے کو آندھیاں آئیں دلوں میں آگ لگانے کو بجلیاں آئیں

اس انتشار میں جس نور کا سہارا تھا
اُفق پہ قوم کے وہ ایک ہی ستارا تھا

حدیث قوم بنی تھی تری زباں کے لئے زباں ملی تھی محبت کی داستاں کے لئے
خدا نے تجھ کو پیمبر کیا یہاں کے لئے کہ تیرے ہاتھ میں ناقوس تھا اذاں کے لئے

وطن کی خاک تری بارگاہِ اعلا ہے
ہمیں یہی نئی مسجد نیا شوالا ہے

غریب ہند نے تنہا نہیں یہ داغ سہا وطن سے دُور بھی طوفان رنج و غم کا اٹھا
جو سچ کہا ہیں حریفوں نے یہ زبان سے کہا سفیرِ قوم جگر بند سلطنت نہ رہا

پیام شہ نے دیا رسمِ تعزیت کے لئے
کہ تو ستون تھا ایوانِ سلطنت کے لئے

دلوں میں نقش ہیں اب تک تری زباں کے سخن ہماری راہ میں گویا چراغ ہیں روشن
فقیر تھے جو ترے در کے خادمانِ وطن انھیں نصیب کہاں ہوگا اب ترا دامن

ترے الم میں وہ اسطرح جان کھوتے ہیں
کہ جیسے باپ سے چھُٹ کر یتیم روتے ہیں

اجل کے دام میں آنا ہے یوں تو عالم کو مگر یہ دل نہیں تیار تیرے ماتم کو
پہاڑ کہتے ہیں دنیا میں ایسے ہی غم کو مٹا کے تجھ کو اجل نے مٹا دیا ہم کو

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مرثیہ گوپال کرشن گوکھلے

گوپال کرشن گوکھلے (۱۹۱۵ء - ۱۸۶۶ء) کو ہندوستانی قومی تحریک میں اہم درجہ حاصل ہے۔ وہ امیر گھرانے کے چشم و چراغ تھے اور فرگوسن کالج میں انگریزی کے استاد تھے۔ ۱۸۹۰ء میں سیاست میں داخل ہوئے اور لارڈ کرزن کی پالیسی کے مخالف کی حیثیت سے ان کی شہرت ہوگئی۔ سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی (انجمن خادمان ہند) کے وہ بانی تھے وہ کانگریس کے اعتدال پسند گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور ہوم رول کے پرزور حامی تھے۔ ۱۹۱۵ء میں ان کے انتقال پر سارے ملک پر رنج و افسوس کی فضا طاری ہوگئی۔ یہ نظم اسی موقع پر لکھی گئی تھی۔

مرتب

لرز رہا تھا وطن جس خیال کے ڈر سے — وہ آج خون رلاتا ہے دیدۂ تر سے
صدا یہ آتی ہے پھل پھول اور پتھر سے — زمیں پہ تاج گرا قوم ہند کے سر سے

حبیب قوم کا دنیا سے یوں روانہ ہوا
زمیں الٹ گئی کیا منقلب زمانہ ہوا

بڑھی ہوئی تھی نحوست زوال قسمت کی — ترے ظہور سے تقدیر قوم کی چمکی
نگاہ یاس تھی ہندوستاں پہ عالم کی — عجیب شے تھی مگر روشنی ترے دم کی

تجھی کو ملک میں روشن دماغ سمجھے تھے
تجھے غریب کے گھر کا چراغ سمجھے تھے

وطن کو تو نے سنوارا کس آب و تاب کے ساتھ — سحر کا نور بڑھے جیسے آفتاب کے ساتھ
چنے رفاہ کے گل حسن انتخاب کے ساتھ — شباب قوم کا چمکا ترے شباب کے ساتھ

جو آج نشو و نما کا نیا زمانہ ہے
یہ انقلاب تری عمر کا فسانہ ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

در و دیوار نظر آتے ہیں کیا صاف و سُبک — سحر کرتی ہے نگاہوں پہ ضیائے مہتاب
یہی ہوتا ہے گماں خاک سے مس اسکو نہیں — ہے سنبھالے ہوئے دامن میں ہوائے شاداب
یک بہ یک دیدۂ حیراں کو یہ شک ہوتا ہے — ڈھل کے سانچے میں زمیں پر اُتر آیا ہے سحاب
بیخودی کہتی ہے آیا یہ فضا میں کیوں کر — کسی اُستادِ مصوّر کا ہے یہ جلوۂ خواب

اک عجب منظرِ دلگیر نظر آتا ہے
دور سے عالمِ تصویر نظر آتا ہے

شوکت و شانِ عمارت کی خبر دیتا ہے — پردۂ شب کے سرکنے پہ سحر کا آغاز
وہ سپیدی سحرِ نور کی ہلکی ہلکی — آشیاں چھوڑ کے جب کرتے ہیں طائر پرواز
ایسے عالم میں وہ کہرے سے ابھرنا اس کا — جیسے موجوں کے تلاطم سے نمایاں ہو جہاز
ہوتے ہیں گنبدِ مینار فضا میں ظاہر — بڑھ کے ہوتی ہیں زیارت سے نگاہیں ممتاز
جگمگاتا ہے شعاعوں میں یہ ایوانِ بلند — جسکی صنعت کا ہے دنیا میں نرالا انداز
پارۂ چوب کے احساس کی ضرورت نہ رہی — خاک اور خشت نے مل کر یہ دکھایا اعجاز
اسکی تعمیر کو آئے نہیں معمارِ فرنگ — ہے یہ تہذیبِ اودھ کے لئے سرمایۂ ناز
بچ گیا خاک کے پردہ پہ یہ مٹی کا طلسم — گو زمانہ کی ہوا اسکے لئے تھی ناساز
اسکے سایہ میں گرا تاجِ حکومت سر سے — اسنے دیکھا یہ زمانہ کا نشیب اور فراز
مل گئے خاک میں سب اسکے بسانے والے — کچھ شجر ہائے کہن اب ہیں پرانے دمساز
کیا سرِ شام اداسی کا سماں رہتا ہے — در و دیوار سے کر جاتی ہے رونق پرواز
دھوپ اترتی ہوئی آنکھوں کو یہ دکھلاتی ہے — دل مجروح کا ہر خشت میں ہے سوز و گداز
جس کے فیضانِ حکومت کا کرشمہ یہ ہے — اسکے سایہ میں ہے سویا ہوا وہ خلق نواز
اُس کی ہمت کی بلندی سے بلندی اسکی — اُسکے اخلاق کے وسعت کا ہے اس میں انداز
جب زیارت میں محرم کو بشر آتے ہیں — چاندنی رات میں آتی ہے فلک سے آواز

بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است
سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہے دور اس غلام سے خود رائی کا خیال ایسا گماں بھی ہو یہ میری نہیں مجال
گر سو برس بھی عمر کو میری نہ ہو زوال جو دین آپ کا ہے ادا ہو یہ ہے محال

جاتا کہیں نہ چھوڑ کے قدموں کو آپ کے
مجبور کر دیا مجھے وعدہ نے باپ کے

آرام زندگی کا دکھاتا ہے سبز باغ لیکن بہار عیش کا مجھ کو نہیں دماغ
کہتے ہیں جس کو دھرم وہ دنیا کا ہے چراغ ہٹ جاؤں اس روش سے تو گل میں لگے گا داغ

بے آبرو یہ فرش نہ ہو یہ ہراس ہے
جس گود میں پلا ہوں مجھے اسکا پاس ہے

بن باس پر خوشی سے جو راضی نہ ہونگا میں کس طرح منھ دکھانے کے قابل رہوں گا میں
کیوں کر زبان غیر کے طعنے سنوں گا میں دنیا جو یہ کہے گی تو پھر کیا کروں گا میں

لڑکے نے بے حیائی کو نقش جبیں کیا
کیا بے ادب تھا باپ کا کہنا نہیں کیا

تاثیر کا طلسم تھا معصوم کا خطاب خود ماں کے دل کو چوٹ لگی سنکے یہ جواب
غم کی گھٹا سے ہٹ گئی تاریکیٔ عتاب چھاتی بھر آئی ضبط کی باقی رہی نہ تاب

سر کا کے پاؤں گود میں سر کو اٹھا لیا
سینہ سے اپنے لخت جگر کو لگا لیا

دونوں کے دل بھر آئے ہوا اور ہی سماں گنگ و جمن کی طرح سے آنسو ہوئے رواں
ہر آنکھ کو نصیب یہ اشک وفا کہاں ان آنسوؤں کا مول اگر ہے تو نقد جاں

ہوتی ہے ان کی قدر فقط دل کے راج میں
ایسا گہر نہ تھا کوئی دشرتھ کے راج میں

آصف الدولہ کا امام باڑہ (لکھنؤ)

آصف الدولہ مرحوم کی تعمیر کہن جس کی صنعت کا نہیں صفحہ ہستی پہ جواب
دیکھ سیاح اسے رات کے سناٹے میں منھ سے اپنے مہ کامل نے جب الٹی ہو نقاب

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہاں جو بیکسی تھی وہ چہرہ پہ چھا گئی
جو دل کی مُردنی تھی نگاہوں میں آ گئی

پھر یہ کہا کہ میں نے سُنی سب یہ داستان — لاکھوں برس کی عمر ہو دیتے ہو ماں کو گیان
لیکن جو میرے دل کو ہے درپیش امتحان — بچے سوا اس کا علم نہیں تم کو بے گمان
اس درد کا شریک تمہارا جگر نہیں
کچھ مامتا کی آنچ کی تم کو خبر نہیں

آخر ہے عُمر، ہے یہ مرا وقت واپسیں — کیا اعتبار آج ہوں دنیا میں کل نہیں
لیکن وہ دن بھی آئے گا اس دل کو ہے یقیں — سوچو گے جب کہ روتی تھی کیوں مادرِ حزیں
اولاد جب کبھی تمہیں صورت دکھائے گی
فریاد اس غریب کی تب یاد آئے گی

ان آنسوؤں کی قدر تمہیں کچھ ابھی نہیں — باتوں سے جو بجھے یہ وہ دل کی لگی نہیں
لیکن تمہیں ہو رنج یہ میری خوشی نہیں — جاؤ سدھارو خوش رہو میں روکتی نہیں
دنیا میں بے حیائی سے زندہ رہوں گی میں
پالا ہے میں نے تم کو تو دُکھ بھی سہوں گی میں

نشتر تھے رام کے لئے یہ حرف آرزو — دل ہل گیا سر کنے لگا جسم سے لہو
سمجھے جو ماں کے دین کو ایمان و آبرو — سُننی پڑے اُسے یہ خجالت کی گفتگو
کچھ بھی جواب بن نہ پڑا فکر و غور سے
قدموں پہ ماں کے گر پڑا آنسو کے طور سے

طوفان آنسوؤں کا زباں سے ہوا نہ بند — رک رک کے اسطراح ہوا گویا وہ دردمند
پہونچی ہے مجھ سے آپ کے دل کو اگر گزند — مرنا مجھے قبول ہے جینا نہیں پسند
جو بے وفا ہے مادرِ ناشاد کے لئے
دوزخ یہ زندگی ہے اُس اولاد کے لئے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

پڑتا ہے جس غریب پہ رنج و محن کا بار — کرتا ہے اسکو صبر عطا آپ کردگار
مایوس ہو کے ہوتے ہیں انسان گناہ گار — یہ جانتے نہیں وہ ہے دانائے روزگار
انسان اُسکی راہ میں ثابت قدم رہے
گردن وہی ہے امر رضا میں جو خم رہے

اور آپ کو تو کچھ بھی نہیں رنج کا مقام — بعد سفر وطن میں ہم آئیں گے شاد کام
ہوتے ہیں بات کرتے میں چودہ برس تمام — قائم امید ہی سے ہے دنیا ہے جس کا نام
اور یوں کہیں بھی رنج و بلا سے مفر نہیں
کیا ہوگا دو گھڑی میں کسی کو خبر نہیں

اکثر ریاض کرتے ہیں پھولوں پہ باغباں — ہے دن کی دھوپ رات کی شبنم انھیں گراں
لیکن جو رنگ باغ بدلتا ہے ناگہاں — وہ گل ہزار پردوں میں جاتے ہیں رائیگاں
رکھتے ہیں جو عزیز انھیں اپنی جاں کی طرح
ملتے ہیں دست یاس میں وہ برگ خزاں کی طرح

لیکن جو پھول کھلتے ہیں صحرا میں بے شمار — موقوف کچھ ریاض پہ ان کی نہیں بہار
دیکھو یہ قدرت چمن آرائے روزگار — وہ ابر و باد و برف میں رہتے ہیں برقرار
ہوتا ہے اُن پہ فضل جو رب کریم کا
موج سموم بنتی ہے جھونکا نسیم کا

اپنی نگاہ ہے کرم کارساز پر — صحرا چمن بنے گا وہ ہے مہرباں اگر
جنگل ہو یا پہاڑ سفر ہو کہ ہو حضر — رہتا نہیں وہ حال سے بندے کے بے خبر
اس کا کرم شریک اگر ہے تو غم نہیں
دامان دشت دامن مادر سے کم نہیں

ماں کا جواب

یہ گفتگو ذرا نہ ہوئی ماں پہ کارگر — ہنس کر وفور یاس سے لڑکے پہ کی نظر
چہرہ پہ یوں ہنسی کا نمایاں ہوا اثر — جس طرح چاندنی کا ہو شمسان میں گذر

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

شائد خزاں سے شکل عیاں ہو بہار کی
کچھ مصلحت اسی میں ہے پروردگار کی

یہ جعل یہ فریب یہ سازش یہ شور و شر ہونا جو ہے سب اسکے بہانے ہیں سر بسر
اسباب ظاہری ہیں نہ ان پر کرو نظر کیا جانے کیا ہے پردۂ قدرت میں جلوہ گر
خاص اسکی مصلحت کوئی پہچانتا نہیں
منظور کیا اُسے ہے کوئی جانتا نہیں

راحت ہو یا کہ رنج خوشی ہو کہ انتشار واجب ہر ایک رنگ میں ہے شکر کردگار
تم ہی نہیں ہو گشتۂ نیرنگ روزگار ماتم کدہ میں دہر کے لاکھوں ہیں سوگوار
سختی سہی نہیں کہ اٹھائی کڑی نہیں
دنیا میں کیا کسی پہ مصیبت پڑی نہیں

دیکھے ہیں اس سے بڑھکے زمانے نے انقلاب جن سے کہ بے گناہوں کی عمریں ہوئیں خراب
سوزِ دروں سے قلب و جگر ہو گئے کباب پیری مٹی کسی کی کسی کا مٹا شباب
کچھ بن نہیں پڑا جو نصیبے بگڑ گئے
وہ بجلیاں گریں کہ بھرے گھر اُجڑ گئے

ماں باپ منھ ہی دیکھتے تھے جن کا ہر گھڑی قائم تھیں جنکی دم سے امیدیں بڑی بڑی
دامن پہ جن کے گرد بھی اُڑ کر نہیں پڑی ماری نہ جنکو خواب میں بھی پھول کی چھڑی
محروم جب وہ گل ہوئے رنگِ حیات سے
اُن کو جلا کے خاک کیا اپنے ہات سے

کہتے تھے لوگ دیکھ کے ماں باپ کا ملال ان بیکسوں کی جان کا بچنا ہے اب محال
ہے کبریا کی شان گذرتے ہی ماہ و سال خود دل سے درد ہجر کا مٹتا گیا خیال
ہاں کچھ دنوں تو نوحہ و ماتم ہوا کیا
آخر کو رو کے بیٹھ رہے اور کیا کیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

لیتی کسی فقیر کے گھر میں اگر جنم ہوتے نہ میری جان کو ساماں یہ بہم
ڈستا نہ سانپ بن کے مجھے شوکت و حشم تم میرے لال تھے مجھے کس سلطنت سے کم
میں خوش ہوں پھونک دے کوئی اس تخت و تاج کو
تم ہی نہیں تو آگ لگاؤں گی راج کو

کن کن ریاضتوں سے گذارے ہیں ماہ و سال دیکھی تمہاری شکل جب اے میرے نونہال
پورا ہوا جو بیاہ کا ارمان تھا کمال آفت یہ آئی مجھ پہ ہوئے جب سفید بال
چھٹتی ہوں اُن سے جوگ لیا جن کے واسطے
کیا سب کیا تھا میں نے اسی دن کے واسطے

ایسے بھی نامراد بہت آئیں گے نظر گھر جن کے بے چراغ رہے آہ عمر بھر
رہتا مرا بھی نخلِ تمنا جو بے ثمر یہ جائے صبر تھی کہ دعا میں نہیں اثر
لیکن یہاں تو بَن کے مقدر بگڑ گیا
پھل پھول لا کے باغِ تمنا اُجڑ گیا

مسرد ہوئے تھے مجھ سے خدا جانے کیا گناہ منجدھار میں جو یوں مری کشتی ہوئی تباہ
آتی نہیں نظر کوئی امن و اماں کی راہ اب یاں سے کوچ ہو تو عدم میں ملے پناہ
تقصیر میری خالقِ عالم بحل کرے
آسان مجھ غریب کی مشکل اجل کرے

سنکر زباں سے ماں کی یہ فریادِ درد خیز اس خستہ جاں کے دل پہ چلی غم کی تیغ تیز
عالم یہ تھا قریب کہ آنکھیں ہوں اشک ریز لیکن ہزار ضبط سے رونے سے کی گریز
سوچا یہی کہ جان سے بیکس گذر نہ جائے
ناشاد ہم کو دیکھ کے ماں اور مر نہ جائے

پھر عرض کی یہ مادرِ ناشاد کے حضور مایوس کیوں ہیں آپ الم کا ہے کیوں وفور
صدمہ یہ شاق عالمِ پیری میں ہے ضرور لیکن نہ کیجئے دل سے صبر و قرار دور

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اظہار بیکسی سے ستم ہوگا اور بھی
دیکھا ہمیں اداس تو غم ہوگا اور بھی

دل کو سنبھالتا ہوا آخر وہ نونہال — خاموش ماں کے پاس گیا صورت خیال
دیکھا تو ایک در میں ہے بیٹھی وہ خستہ حال — سکتا سا ہو گیا ہے یہ ہے شدت ملال

تن میں لہو کا نام نہیں زرد رنگ ہے
گویا بشر نہیں کوئی تصویر سنگ ہے

کیا جانے کس خیال میں گم تھی وہ بے گناہ — نور نظر پہ دیدۂ حسرت سے کی نگاہ
جنبش ہوئی لبوں کو بھری ایک سرد آہ — لی گوشہ ہائے چشم سے اشکوں نے رخ کی راہ

چہرے کا رنگ حالت دل کھولنے لگا
ہر موئے تن زباں کی طرح بولنے لگا

آخر اسیر یاس کا قفل دہن کھلا — افسانۂ شدائد رنج و محن کھلا
اک دفتر مظالم چرخ کہن کھلا — وا تھا زبان زخم کہ باب سخن کھلا

درد دل غریب جو صرف بیاں ہوا
خون جگر کا رنگ سخن سے عیاں ہوا

رو کر کہا خموش کھڑے کیوں ہو میری جاں — میں جانتی ہوں جس کے لئے آئے ہو تم یہاں
سب کی خوشی یہی ہے تو صحرا کو ہو رواں — لیکن میں اپنے منھ سے نہ ہرگز کہونگی ہاں

کس طرح بن میں آنکھ کے تارے کو بھیج دوں
جوگی بنا کے راج دلارے کو بھیج دوں

دنیا کا ہو گیا ہے یہ کیسا لہو سپید — اندھا کئے ہوئے ہے زر و مال کی امید
انجام کیا ہو کوئی نہیں جانتا یہ بھید — سوچے بشر تو جسم ہو لرزاں مثال بید

لکھی ہے کیا حیات ابد ان کے واسطے
پھیلا رہے ہیں جال یہ کس دن کے واسطے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

تباہ سیکڑوں روشن دماغ اس نے کئے
بجھا کے داغ ہزاروں چراغ اس نے کئے

ہزاروں پردۂ عصمت کو چاک چاک کیا ہزاروں حسن کا اک اک جواں ہلاک ہوا
جگر کو خون کیا آرزو کو خاک کیا چمن جو تھے انھیں صحرائے درد ناک کیا

نشاں مٹائے امنگوں کے اور ارادوں کے
لہو میں غرق سفینے کئے مرادوں کے

کیا لحاظ نہ شاہوں کا نے وزیروں کا بنایا دست نگر ہاتھ دستگیروں کا
کیا فقیر سے کم مرتبہ امیروں کا ریاض خاک میں سب مل گیا فقیروں کا

ہراک کے خاطرِ بیکس کی آرزو کھوئی
جواں کا حسن تو پیروں کی آبرو کھوئی

بس اس کی ہجو کا یارا نہیں سخن کے لئے جگر کو نیش ہے یہ نوش ہے دہن کے لئے
مضر ہے اس کی ہوس حفظ جان تن کے لئے خزاں ہے اس کی ہوا دین کے چمن کے لئے

چمن وہ کون کہ گر اک کلی بھی جھڑ جائے
بہارِ گلشن ایماں پہ اوس پڑ جائے

ہزار حیف کہ ہو دور بادۂ تہذیب بشر کے واسطے دنیا میں باعث تخریب
نہ تھا زمانۂ وحشت میں گو یہ عیش نصیب ولیک پاک گناہوں سے تھا یہ عہد غریب

نہ تھا شعور تو دنیا بھی یوں خراب نہ تھی
تمیز نشہ کی جب تک نہ تھی شراب نہ تھی

رامائن کا ایک سین

(رامچندر جی کا ماں سے رخصت ہونا)

رخصت ہوا وہ باپ سے لے کر خدا کا نام راہِ وفا کی منزلِ اوّل ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام دامن سے اشک پونچھ کے دل سے کیا کلام

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہوئی جو بادہ کشی باغ دہر میں منظور — دلِ بشر سے ہوئی یک قلم مروّت دُور
بہ رنگ شیشہ جو نازک تھا دانۂ انگور — کیا اک آن میں سنگ جفا سے توڑ کے چور

دلِ عروس گلستاں کو درد ناک کیا
بھری بہار میں ظالم نے خون تاک کیا

کھنچی شراب تو کی بادہ کش نے یوں توصیف — بجا ہے کیجئے آبِ طرب کی جو توصیف
مزا شباب کا آئے پیئے جو اس کو ضعیف — دماغ ہو تر و تازہ وہ پاک و صاف و لطیف

کہا ہے پھول تو کچھ اس میں گفتگو بھی ہے
گلوں کا رنگ بھی ہے اور گلوں کی بو بھی ہے

نہ تھا یہ ہوش کہ اس پھول میں ہے رنگ خزاں — تباہ ہوتی ہے اس سے بہار عمر رواں
وہ بو ہے اسکی دماغِ بشر ہو جس سے گراں — ہے اسکے رنگ سے خونِ جگر کا رنگ عیاں

ہے خوشگوار یہ سوہانِ روح و جسم ہے یہ
ہوئے اسیر ہزاروں عجب طلسم ہے یہ

رفیق اس کی ہے مستی عدو شعور اس کا — وداع ہوش کا ساماں ظہور ہے اسکا
خمار مرگ جو لائے وہ ہے سرور اس کا — سیاہ قلب کو کر دے جو ہے وہ نور اسکا

لگائے آگ کلیجے میں جو وہ آب ہے یہ
کرے جو طرفہ قیامت وہ آفتاب ہے یہ

خیالِ بادہ کشی دل میں گر ہویدا ہو — تمام قلب مصوّر صورت سویدا ہو
زباں مزے پہ جو آبِ طرب کی شیدا ہو — تو سوزِ آتشِ پنہاں جگر میں پیدا ہو

زباں کے واسطے گو رشکِ انگبیں ہے یہ
مگر جگر کے لئے آبِ آتشیں ہے یہ

عدو بشر کی یہ ہے اسپہ ہے خدا کا عتاب — کسی کے دل میں کرے گھر نہ بس یہ خانہ خراب
نہ اس کے شوق میں برباد ہو کسی کا شباب — کسی کے دل میں الٰہی نہ ہو ہوائے شراب

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مرغانِ چمن عالمِ مستی میں سحر دم — وصفِ چمن آرائے جہاں کرتے تھے باہم
شاخیں تھیں کہیں گردنِ تسلیم صفت خم — تسبیحِ خدا میں ہمہ تن محو تھی شبنم
غنچوں کے بھی تھی وردِ زباں حمدِ خدا کی
آتی تھی چٹکنے میں صدا صلِ علیٰ کی

تھا پیشِ نظر وادیٔ ایمن کا تماشا — ہر شاخ و شجر میں شجرِ طور کا نقشا
تھا آتشِ گل میں اثر برقِ تجلّی — مدہوش تھے مرغانِ ہوا صورتِ موسیٰ
شکلِ یدِ بیضا تھی ہر اک شاخ نظر میں
اعجاز کا گل تھا کفِ گلچینِ سحر میں

رونق پہ دمِ صبح تھا خم خانۂ عالم — تھم تھم کے ہوا چلتی تھی سردی بھی تھی کم کم
پیمانۂ مہتاب تھا لبریز سحر دم — تھا جامِ صبوحی کے لئے نیّرِ اعظم
گردوں پہ شفق کی بھی عجب جلوہ گری تھی
مینائے فلک میں گلِ رنگ بھری تھی

آبِ انگور

۱۸۹۹ء

محیطِ دہر میں تہذیب کا جو دور ہوا — ہوا بدل گئی رنگ زمانہ اور ہوا
دماغ کے لئے سامانِ فکر و غور ہوا — خدا کی شانِ جہاں کا عجیب طور ہوا
گھٹا جو جہل تو سامانِ عزّ و جاہ بڑھے
شعور کو جو ترقی ہوئی گناہ بڑھے

جو غور و فکر ہوئے زینتِ جنوں آباد — سجائے عقل نے آسائشوں کے باغِ مراد
پڑی ترقیِ علمی سے عیش کی بنیاد — برائے نشہ ہوئی حکمتِ کشید ایجاد
جہاں میں آبِ طرب کا ظہور اس سے ہوا
خیالِ پاسِ ادب دل سے دور اس سے ہوا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

بجلی کی طرح چرخ پہ نورِ سحر آیا
آنکھوں کو نہ پھر خرمنِ انجم نظر آیا

تھی نور میں تفریح تو نورا رض و سما میں
سرگرمی بشر میں تھی بشر یاد خدا میں
تھی تازگی خنکی میں تو خنکی تھی ہوا میں
شادابی تھی نکہت میں تو نکہت تھی صبا میں

خورشید منور کا دمِ جلوہ گری تھا
نورِ رخِ مہتاب چراغِ سحری تھا

دریائے فلک میں تھا عجب نور کا عالم
چکر میں تھا گرداب صفت تیرِ اعظم
اٹھتی تھیں شعاعوں کی جو موجیں وہ شرردم
سیارے حبابوں کی طرح مٹتے تھے پیہم

تھی شورشِ طوفانِ سحر غرب سے تا شرق
آخر کو سفینہ ہر گردوں کا ہوا غرق

والشمس تھا کندہ شہ خاور کے نگیں پر
واللیل کا باقی تھا نشاں بھی نہ کہیں پر
تھی مہر کی پھیلی جو ضیا چرخِ بریں پر
آئے لگا رہ رہ کے وہی نور زمیں پر

ذرّوں کا ستارہ بھی چمکتا نظر آیا
پیمانہ خورشید چھلکتا نظر آیا

وہ صبح کا عالم وہ چمن زار کا عالم
مرغانِ ہوا نغمہ زنی کرتے تھے باہم
ہنگامِ سحر بادِ سحر چلتی تھی پیہم
آرام میں سبزہ تھا تہِ چادرِ شبنم

ہر سمت بندھی نعرۂ بلبل کی ہوا تھی
غنچوں کی نسیمِ سحری عقدہ کشا تھی

جو نخل تھا گلشن میں برومند کھڑا تھا
دامانِ سحر میں گلِ خورشید پڑا تھا
کیا خوب مقدر چمستاں کا لڑا تھا
ہر گل پہ گہر قطرۂ شبنم کا جڑا تھا

بلبل کہیں طاؤس کہیں گھوم رہے تھے
مستوں کی طرح نخلِ چمن جھوم رہے تھے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آپ اگر پیغام دیں بادِ بہاری کے لئے
آئیں گے اہلِ چمن پھر آبیاری کے لئے

نالۂ درد

۱۹۱۸ء

یہ نظم اس وقت لکھی گئی تھی جب کانگریس کے قدیم لیڈر اس مجلس سے مجبوراً علیحدہ ہو گئے تھے۔

اپنے اپنے راگ سے کان آشنا ہونے کو ہیں
پردہ ہائے سازِ قومی بے صدا ہونے کو ہیں

رہنمائی کس کی ہو گی مجھ کو حیرت ہے یہی
قافلہ میں قوم کے سب پیشوا ہونے کو ہیں

جذبۂ خدمت صفائے قلبِ آئینِ ادب
خود نمائی پر یہ سب جوہر فدا ہونے کو ہیں

ہے طلبگاروں میں غل کچھ سر اٹھانا چاہیئے
قوم کے دربار سے خلعت عطا ہونے کو ہیں

مانگتی ہے روز جن سے روشنیٔ صبحِ وطن
خون کے قطرے ان آنکھوں سے جدا ہونے کو ہیں

آنسوؤں سے اپنے جو سینچا کئے باغِ وطن
بیوفائی کے انھیں خلعت عطا ہونے کو ہیں

جن کو منزل سے زیادہ ہے ہوا کا رخ عزیز
قوم کے بیڑے کے ایسے ناخدا ہونے کو ہیں

یادگارِ دورِ آخر ہیں جو کچھ حرماں نصیب
وہ اسیرِ کاوشِ جرمِ وفا ہونے کو ہیں

جو صفائے حسن سے صورت نمائے قوم تھے
دل کے آئینوں سے وہ جوہر فنا ہونے کو ہیں

کچھ عجب رنگِ چمن بدلا ہوا ہے آج کل
غنچہ و گل صورتِ شبنم ہوا ہونے کو ہیں

گر یہی ہے گردشِ دوراں کا رنگِ انقلاب
ہوش اُڑ جائیں گے وہ فتنے بپا ہونے کو ہیں

جرأتِ اخلاق تیرے امتحاں کا وقت ہے
خود عزیزانِ وطن ہم سے خفا ہونے کو ہیں

مادرِ زاشاد روتی ہے کوئی سنتا نہیں
دل جگر سے بھائی سے بھائی جدا ہونے کو ہیں

جلوۂ صبح

۱۸۹۸ء

جب رنگِ شب آئینہ ہستی سے ہوا دور
ہنگامِ سحر کون و مکاں ہو گئے پُر نور

تبدیل ہوئی صورتِ کوہِ شبِ دیجور
چمکا وہ تجلیِ سحر سے صفتِ طور

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

نا امیدی

کیا کہیں کس سے کہیں ہم آج کیا کہنے کو ہیں
آخری افسانۂ شوق وفا کہنے کو ہیں

جن امیدوں کی لڑکپن میں ہوئی تھی ابتدا
آج اُن کی انتہا کا ماجرا کہنے کو ہیں

بے خبر اب بھی نہیں ہم قوم کے دُکھ درد سے
پہلے ہمت تھی دوا کی اب دعا کہنے کو ہیں

کیا کہیں کیا دور آخر میں ستم دیکھا کئے
برہمی بڑھتی گئی محفل کو ہم دیکھا کئے

وہ بھی کیا عالم تھا جب دنیا سے دل آزاد تھا
اور سب بھولے تھے ایک قصۂ وفا کا یاد تھا

قوم کا سودا وفا کا شوق خدمت کی امنگ
بس انہیں دو تین کے صدقہ میں دل آباد تھا

کوفت تھی ہم کو اگر گمراہ تھا بچہ کوئی
ہم بھی خوش تھے گر کسی معصوم کا دل شاد تھا

تھی اسی رنگ محبت سے امیدوں کی بہار
کیسے کیسے پھول تھے کیسا چمن آباد تھا

ہم برسوں کی محبت بھولنے والے نہیں
اتنے بھائی ایک ماں کی گود کے پالے نہیں

حیف یہ مجموعۂ صحبت پریشاں ہو گیا
بستیوں میں پھول پہونچے باغ ویراں ہو گیا

مل گیا اہل چمن کو پھر بھی خدمت کا صلہ
قوم کا دامن کسی گلچیں کا دامن ہو گیا

رنگ تاثیر چمن بکھرے ہوئے پھولوں میں ہیں
کیا ہوا خالی اگر صحن گلستاں ہو گیا

ہم جہاں ہیں انجمن کی وضع اپنے ساتھ ہے
جس جگہ پہونچے وہی عالم نمایاں ہو گیا

غنچۂ احباب کی تصویر ہے سینے کے ساتھ
دل کی ہر بستی میں اک محفل کا ساماں ہو گیا

نشہ سے غافل ہمارے رند اور ساقی نہیں
گو کہ محفل اُٹھ گئی جام و سبو باقی نہیں

گو کہ اگلے باغباں جنجال سے چھوٹے نہیں
پر ابھی اس باغ کے دیوار و در ٹوٹے نہیں

انتظار شوق میں در پر کھڑی ہے نو بہار
پیشوائی کے لئے پھل پھول گل بوٹے نہیں

یاس کہتی ہے کہ جمنے کا نہیں رنگ چمن
آرزو کہتی ہے اگلا سلسلہ ٹوٹے نہیں

CC-0. Anandram Digital Preservation Foundation, Chandigarh

نقل یورپ کی مناسب ہے گریز ہے ۔۔۔ ملک میں غیر کی ہرگز نہ ٹھہرگنہ

خود جو کرتے ہیں زمانہ کی روش کو بدنام
ساتھ دیتا نہیں ایسوں کا زمانا ہرگز نہ

خود پرستی کو لقب دیتے ہیں آزادی کا
ایسے اخلاق پہ ایمان نہ لانا ہرگز نہ

رنگ و روغن تمھیں یورپ کا مبارک لیکن
قوم کا نقش نہ چہرے سے مٹانا ہرگز نہ

جو بناتے ہیں نمائش کا کھلونا تم کو
اُن کی خاطر سے یہ ذلت نہ اٹھانا ہرگز نہ

رُخ سے پردے کو اٹھایا تو بہت خوب کیا
پردۂ شرم کو دل سے نہ اٹھانا ہرگز نہ

تم کو قدرت نے جو بخشا ہے حیا کا زیور
مول اس کا نہیں قاروں کا خزانہ ہرگز نہ

دل تمہارا ہے وفاؤں کی پرستش کے لئے
اس محبت کے شوالہ کو نہ ڈھانا ہرگز نہ

یورپ کے لئے سمندر جو ہے آزادی کا
اس کو تفریح کا مرکز نہ بنانا ہرگز نہ

نقد اخلاق کا ہم مثل کی طرح ہار چکے
تم ہو دولت یہ دولت نہ لٹانا ہرگز نہ

خاک میں دفن ہیں مذہب کے پرانے پاکھنڈ
تم یہ سوتے ہوئے فتنے نہ جگانا ہرگز نہ

اپنے بچوں کی خبر قوم کے مردوں کو نہیں
یہ ہیں معصوم انھیں بھول نہ جانا ہرگز نہ

ان کی تعلیم کا مکتب ہے تمہارا زانو
پاس مردوں کے نہیں انکا ٹھکانا ہرگز نہ

کاغذی پھول ولایت کے دکھا کر ان کو
دیس کے باغ سے نفرت نہ دلانا ہرگز نہ

نغمۂ قوم کی لے جس میں سما ہی نہ سکے
راگ ایسا نہ کوئی ان کو سکھانا ہرگز نہ

پرورش قوم کے دامن میں تمہارے ہوگی
یاد اس فرض کی دل سے نہ بھلانا ہرگز نہ

گو بزرگوں میں تمہارے نہ ہوا سوقت کا رنگ
ان ضعیفوں کو نہ ہنس ہنس کے رلانا ہرگز نہ

ہوگا پر لے جو گرا آنکھ سے ان کے آنسو
بچپنے سے نہ یہ طوفان اٹھانا ہرگز نہ

ہم تمھیں بھول گئے اس کی سزا پاتے ہیں
تم ذرا اپنے تئیں بھول نہ جانا ہرگز نہ

کس کے دل میں ہے وفا کس کی زباں میں تاثیر
نہ سنا ہے نہ سنو گی یہ فسانا ہرگز نہ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہے ادھر جوشِ یہ آزاد خیالی کو ترنگ — سر میں سودا ہے دلوں میں ہے جوانی کی امنگ
اسطرف بزمِ حریفاں کا ہے اُکھڑا ہوا رنگ — ڈھونڈتے پھرتے ہیں نغمیں کیلئے ہم آہنگ
کوئی باقی نہیں اب انکے طرفداروں میں
مل گئی ٹوٹ کے توبہ بھی گنہگاروں میں

آئیں پیرانِ طریقت یہ تماشا دیکھیں — ہاں نئے دور کا اٹھتا ہوا پردا دیکھیں
جوشِ اصلاح کا بہتا ہوا دریا دیکھیں — پار ہوتے ہوئے مظلوم کا بیڑا دیکھیں
دیکھ لیں دھرم کی اس قوم میں خوباقی۔
ان رگوں میں ابھی رشیوں کا لہو باقی ہے

ضعفِ اخلاق سے تھے قوم کے اعضا بیکار — دل کی راحت طلبی سے تھیں امنگیں لاچار
جہالت ہوئے غیرت کے نمایاں آثار — نوکِ نشتر سے ہوا خون رگوں میں بیدار
یوں ہی اصلاح کی تاثیر عیاں ہوتی ہے
قوم پیری میں اسی طرح جواں ہوتی ہے

حالتِ زخم سے جب حالتِ ناسور ہوئی — فکرِ مرہم دلِ پُر درد کو منظور ہوئی
جورِ مذہب کی بلا قوم سے کافور ہوئی — شکر ہے گائے کی گردن سے چھری دور ہوئی
غم نہیں دل کو یہاں دین کی بربادی کا
بت سلامت رہے انسان کی آزادی کا

کشمیری پنڈتوں کے فرقہ میں پہلی مرتبہ ایک بیوہ لڑکی کی شادی آگرہ میں ہوئی تھی اس اصلاح کے خیرمقدم میں یہ نظم تصنیف کی گئی تھی۔

پھول مالا

قوم کی لڑکیوں سے خطاب

روشِ خام پہ مردوں کی نہ جانا ہرگز — داغ تعلیم میں اپنی نہ لگانا ہرگز
نام رکھا ہے نمائش کا ترقی و رفارم — تم اس انداز کے دھوکے میں نہ آنا ہرگز
رنگ ہے جس میں مگر بوئے وفا کچھ بھی نہیں — ایسے پھولوں سے نہ گھر اپنا سجانا ہرگز

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

تم بھی خود شاد ہوئے قوم کو بھی شاد کیا
دل کے ویران شوالے کو پھر آباد کیا

قوم میں گلشن اصلاح پڑا تھا ویراں — طائر باغ تھے بے بال و پری سے نالاں
ہو گیا اور ہی قدموں سے تمہارے ساماں — ایسے دلسوز چمن بند میسر ہیں کہاں

قوم دیتی ہے دعا نام تمہارا سن کر
راستہ صاف کیا باغ سے کانٹے چن کر

مل گئے خاک میں کتنے ہی غریبوں کے شباب — ان گناہوں کا ہے اس قوم کی گردن پہ عذاب
جو پرانی روشوں کے لئے رہتے ہیں خراب — ان کی صورت سے اب آتا ہے زمانہ کو حجاب

شان اخلاق نہیں جبر کی تدبیروں میں
بے گناہوں کو جکڑتے نہیں زنجیروں میں

بے گنہ ظلم سے ہو جاتے ہیں اکثر معذور — مگر انصاف کا دربار بھی ہوتا ہے ضرور
قوم کے جبر کا لیکن ہے نرالا دستور — یہ ہو پابند جہالت تو ہے دنیا مجبور

دل تو کیا روح بھی اس قید سے آزاد نہیں
یہ ہے وہ ظلم کہ جس کی کہیں فریاد نہیں

آج اس ظلم کی بنیاد ہلی جاتی ہے — خاک میں حجت دیرینہ ملی جاتی ہے
رحم کا راج ہے اب سنگدلی جاتی ہے — یاں کلی دل کی محبت سے کھلی جاتی ہے

مرد قوموں کو سبق یونہی سکھا دیتے ہیں
دل میں جو ٹھانتے ہیں وہ کر کے دکھا دیتے ہیں

نوجوانوں پہ ہے کیا جوش کا عالم طاری — معرکہ سر پہ ہے چار طرف تیاری
طنطنہ دل میں ہے لب پر یہ سخن ہے جاری — نام کشمیر کا ڈوبے گا جو ہمت ہاری

آ کے میدان ترقی میں پلٹنے کے نہیں
یہ قدم وہ ہیں جو بڑھ جائیں تو ہٹنے کے نہیں

طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہی دعا ہے وطن کے شکستہ حالوں کی — یہی اُمنگ جوانی کے نونہالوں کی
جو رہنما ہے محبت پہ مٹنے والوں کی — ہمیں قسم ہے اُسی کے سپید بالوں کی
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

یہی پیام ہے کوئل کا باغ کے اندر — اسی ہوا میں ہے گنگا کا زور آٹھ پہر
ہلالِ عید نے دی ہے یہی دلوں کو خبر — پکارتا ہے ہمالہ سے ابر اُٹھ اُٹھ کر
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

بسے ہوئے ہیں محبت سے جن کی قوم کے گھر — وطن کا پاس ہے اُن کو سہاگ سے بڑھ کر
جو شیر خوار ہیں ہندوستاں کے لختِ جگر — یہ ماں کے دودھ سے لکھا ہے اُنکے سینے پر
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

برق اصلاح

مرحبا جرأت اصلاح دلانے والو — قوم کے بارِ امانت کے اُٹھانے والو
دل کی اُجڑی ہوئی نگری کے بسانے والو — مادرِ ہند کی بگڑی کے بنانے والو
کیسے طوفاں میں دیا ہے یہ سہارا تم نے
خوب ڈوبی ہوئی کشتی کو اُبھارا تم نے

کل جسے عین لطافت میں خزاں نے لوٹا — آج اُس باغ کا شاداب ہے بوٹا بوٹا
بیڑیاں کٹ کے گریں قفلِ اسیری ٹوٹا — چاند معصوم کی قسمت کا گہن سے چھوٹا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پاک ہے جوش سخن خوف کی تدبیروں سے
ولولے روح کے آزاد ہیں زنجیروں سے

وطن کا راگ

۱۹۱۷ء

زمینِ ہند کی رُتبہ میں عرش اعلیٰ ہے
یہ ہوم رول کی اُمید کا اُجالا ہے
مسز بسنٹ نے اِس آرزو کو پالا ہے
فقیر قوم کے ہیں اور یہ راگ مالا ہے
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

وطن پرست شہیدوں کی خاک لائیں گے
ہم اپنی آنکھ کا سُرمہ اُسے بنائیں گے
غریب ماں کے لئے درد دکھ اٹھائیں گے
یہی پیام وفا قوم کو سُنائیں گے
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

ہمارے واسطے زنجیر و طوق گہنا ہے
وفا کے شوق میں گاندھی نے جسکو پہنا ہے
سمجھ لیا کہ ہمیں رنج و درد سہنا ہے
مگر زباں سے کہیں گے وہی جو کہنا ہے
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

پنہانے والے اگر بیڑیاں پنہائیں گے
خوشی سے قید کے گوشہ کو ہم بسائیں گے
جو سنتری درِ زنداں کے سو بھی جائیں گے
یہ راگ گا کے انھیں نیند سے جگائیں گے
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

زباں کو بند کیا ہے یہ غافلوں کو ہے ناز
ذرا رگوں میں لہو کا بھی دیکھ لیں انداز
رہے گا جان کے ہمراہ دل کا سوز و گداز
چتا سے آئے گی مرنے کے بعد یہ آواز

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

حکم حاکم کا ہے فریاد زبانی رک جائے — دل کی بہتی ہوئی گنگا کی روانی رک جائے
قوم کہتی ہے ہوا بند ہو پانی رک جائے — پر یہ ممکن نہیں اب جوش جوانی رک جائے

ہوں خبردار جنھوں نے یہ اذیت دی ہے
کچھ تماشا یہ نہیں قوم نے کروٹ لی ہے

ہو چکی قوم کے ماتم میں بہت سینہ زنی — اب ہو اس رنگ کا سنیاس یہ ہے دھونی رمنی
مادرِ ہند کی تصویر ہو سینے پہ بنی — بیڑیاں پیر میں ہوں اور گلے میں کفنی

ہو یہ صورت سے عیاں عاشقِ آزادی ہیں
قفل ہے جن کی زباں پر یہ وہ فریادی ہیں

آج سے شوقِ وفا کا یہی جوہر ہو گا — فرش کانٹوں کا ہمیں پھول کا بستر ہو گا
پھول ہو جائے گا چھاتی پہ جو پتھر ہو گا — قید خانہ جسے کہتے ہیں وہی گھر ہو گا

سنتری دیکھ کے اس جوش کو شرمائیں گے
گیت زنجیر کی جھنکار پہ ہم گائیں گے

جنکا دامان وفا قوم کا گہوارہ ہے — اُن کو عصمت کی طرح پاسِ وطن پیارا ہے
ان کی فریاد سے زخمی دلِ صد پارہ ہے — چشمِ معصوم کا آنسو نہیں انگارا ہے

ست جسے کہتے ہیں وہ آگ ہے دم سازانکی
پردہ غیب کی آواز ہے آواز ان کی

جس میں سودائے محبت تھا وہ سر باقی ہے — رات اندھیری ہے مگر یادِ سحر باقی ہے
دل کے ہر زخم میں فریاد کا در باقی ہے — قوم بیدار کے سینے میں جگر باقی ہے

دل دہلتے نہیں زنداں میں گرفتاروں کے
بیڑیاں ڈھونڈھتے ہیں پاؤں وفاداروں کے

جوشِ سودائے محبت میں پڑے گر افتاد — دلِ سرمست کہے خانۂ احساں آباد
بے زباں کرتے ہیں شاعر کی زباں کو فریاد — یہ زباں وہ ہے جو زنداں میں رہیگی آزاد

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آگ بھڑکی ہے تری آہ کی چنگاری سے — خاک حاصل نہ ہوا تیری دلِ آزاری سے

دل ترا قوم کے دامن میں دئے جاتے ہیں
ہڈیوں کو تری زنداں میں لئے جاتے ہیں

لہلہاتا ہے محبت کا تری دل میں چمن — ماں کے دامن سے ہے بڑھکر ہمیں تیرا دامن
تیری تصویر سے ہیں قوم کی آنکھیں روشن — تیرے بالوں کی سپیدی ہے کہ ہے صبح وطن

دل پُر درد کی تصویر ہے صورت تیری
تاج کانٹوں کا ہے پہنے ہوئے مورت تیری

داستاں دین کی دنیا کو سنائی تو نے — مذہبی بیر کی بنیاد مٹائی تو نے
آگ بھڑکی ہوئی صدیوں کی بجھائی تو نے — راہ انصاف کی اندھوں کو دکھائی تو نے

کس نے گرتی ہوئی قوموں کو سنبھالا ہوتا
تو نہ ہوتی تو نہ دنیا میں اجالا ہوتا

ہند بیدار ہوا یوں تری بیداری سے — جیسے برسوں کا مریض اٹھتا ہے بیماری سے
قوم آزاد ہوئی تیری گرفتاری سے — چاندنی پھیل گئی حسن وفاداری سے

تو نظر بند ہے جلوہ ہے ترا ہر گھر میں
شمع فانوس میں ہے نور ہے محفل بھر میں

پھول پتے ہیں ترے رنگ وفا سے آباد — دردمندوں کی طرح کرتے ہیں پتھر فریاد
بیوفاؤں کی ہوئی جاتی ہے کوشش برباد — تو گرفتار سہی ہے تری شکتی آزاد

راحت جسم کا در بند رہے یا نہ رہے
ڈھیر مٹی کا نظر بند رہے یا نہ رہے

تو نے پودا جو لگایا تھا وہ پھل لایا ہے — آبرو قوم نے پائی ہے وہ دن آیا ہے
ہم نے بھولے ہوئے ورثہ کا نشاں پایا ہے — مرنے والوں کی وفا کا یہی سرمایہ ہے

دل تڑپتا ہے کہ سوراج کا پیغام ملے
کل ملے آج ملے صبح ملے شام ملے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

شراب شوق دوا ہے اس انجمن کے لئے — سرور اس کا ہے اکسیر روح و تن کے لئے
کھنچی ہے خلد میں اس محفل کہن کے لئے — فلک سے اتری ہے یہ شمع و برہمن کے لئے
رہے گا دور زمانے میں یادگار اس کا
یہ ہوم رول کا سودا خمار ہے اس کا

اسی کے مست کہیں ہیں حرم پہ چھائے ہوئے — اذاں کے نعرۂ دلکش سے خط اٹھائے ہوئے
کہیں ہے نغمۂ ناقوس دل لبھائے ہوئے — اسی فضا میں یہ سب راگ ہیں سمائے ہوئے
یہ حکم پیر مغاں کا ہے نشۂ مے میں
یہ راگ آ کے ملیں ہوم رول کی لے میں

رقیب کہتے ہیں رنگِ وطن نہیں یکساں — بنا ہے قوس قزح خاکِ ہند کا داماں
جدھر نگاہ اٹھے اس طرف نیا ہے سماں — نہ ایک رنگ طبیعت نہ ایک رنگ زباں
جو ہوم رول پہ چشم شوق شیدا ہو
تمام رنگ ملیں ایک نور پیدا ہو

جو دل سے قوم کے نکلی ہے وہ دعا ہے یہی — تھا جس پہ ناز مسیحا کو وہ صدا ہے یہی
دلوں کو مست جو کرتی ہے وہ ہوا ہے یہی — غریب ہند کے آزار کی دوا ہے یہی
نہ جیں آئے گا بے ہوم رول پائے ہوئے
فقیر قوم کے بیٹھے ہیں لو لگائے ہوئے

یہ جوش پاک زمانہ دبا نہیں سکتا — رگوں میں خوں کی حرارت مٹا نہیں سکتا
یہ آگ وہ ہے جو پانی بجھا نہیں سکتا — دلوں میں آ کے یہ ارمان جا نہیں سکتا
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

مسز بسنٹ کی خدمت میں قوم کا پیام وفا

قوم غافل نہیں ماتا تری غم خواری سے — زلزلہ ملک میں ہے تیری گرفتاری سے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

انتخاب چکبست

ہوائے شوق میں غنچے بکھس نہیں سکتے
ہمارے پھول بھی چاہیں تو ہنس نہیں سکتے

جو آج کل ہے محبت وطن کی عالمگیر — یہی گنہ ہے یہی جرم ہے یہی تقصیر
زباں ہے بند قلم کو بنہائی ہے زنجیر — بیانِ درد کی باقی نہیں کوئی تدبیر
ہے دل میں درد مگر طاقتِ کلام نہیں
لگے ہیں زخم تڑپنے کا انتظام نہیں

جو اپنے حال پہ یہ بیکسی ترستی ہے — یہ نائبان حکومت کی خود پرستی ہے
یہاں سے دور جو برطانیہ کی بستی ہے — وہاں سُنا ہے محبت کی جنس سستی ہے
جو اُس پہ حال وطن آشکار ہو جائے
یہ دیکھتے رہیں بیڑا یہ پار ہو جائے

ذرا نیان حکومت نے ہم کو رنج دیئے — مگر جو فرض وفا تھے ادا وہ ہم نے کئے
نثار جاں سے ہوئے داب سلطنت کیلئے — شراب عیش سمجھ کر لہو کے گھونٹ پیئے
ٹکے نہ پاؤں محبت کے نوکِ خنجر پر
لہو کا مہر ہے اپنی وفا کے محضر پر

جو اپنے دل سے ہے برطانیہ کا دل راضی — تو کیا کریں گے یہ ہندوستان کے قاضی
نہ کام آئے گی غیروں کی رخنہ اندازی — تمھیں پکار رہی ہے سخی کی فیاضی
بچی کھچی یہ قناعت ہے یوں نہیں پیتے
پلانے والا پلاتا ہے کیوں نہیں پیتے

رہا ہے رات کی صحبت میں کیا مزا باقی — نگاہِ شوق کو ہے دور نو کی مشتاقی
نئی شراب نیا دور اور نیا ساقی — مٹے سرور میں دیر و حرم کی ناچاقی
یہی کسی کا حرم ہو کسی کا دیر رہے
یہ میکدہ رہے آباد خم کی خیر رہے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

درختوں پر وہ چڑیوں کا چہکنا — وہ بیلے اور چنبیلی کا مہکنا
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

اسی کی خاک سے لیتے ہیں محصول — یہی دیتا ہے غلہ اور پھل پھول
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

وطن کا جن بزرگوں سے ہُوا نام — اس مٹی میں وہ کرتے ہیں آرام
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

آوازۂ قوم

۱۹۱۶ء

یہ خاک ہند سے پیدا ہیں جوش کے آثار — ہمالیہ سے اٹھے جیسے ابر دریا بار
لہو رگوں میں دکھاتا ہے برق کی رفتار — ہوئی ہیں خاک کے پردے میں ہڈیاں بیدار
زمیں سے عرش تلک شور رہوم رول کا ہے
شباب قوم کا ہے زور رہوم رول کا ہے

نگاہِ شوق ہے اس رنگ کی تماشائی — ہے جس سے شیخ و برہمن پہ بیخودی چھائی
ہر ایک گام پہ کرتے ہوئے جبیں سائی — چلے ہیں بہر زیارت وفا کے سودائی
وطن کے عشق کا بُت بے نقاب نکلا ہے
نئے اُفق پہ نیا آفتاب نکلا ہے

یہ آرزو ہے کہ مہر و وفا سے کام رہے — وطن کے باغ میں اپنا ہی انتظام رہے
گلوں کی فکر میں گلچیں نہ صبح و شام رہے — نہ کوئی مرغ خوش الحان اسیر دام رہے
سریر شاہ کا اقبال ہو بہار چمن
رہے چمن کا محافظ یہ تاجدار چمن

ہے آج کل کی ہوا میں وفا کی بربادی — سُنے جو کوئی تو سارا چمن ہے فریادی
قفس میں بند ہیں جو آشیاں کے تھے عادی — اُڑا ہے باغ سے بُو ہو کے رنگ آزادی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

وہ اس کے درختوں کی سیاریاں وہ پھل پھول پودے وہ پھلواریاں
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

ہوا میں درختوں کا وہ جھومنا وہ پتیوں کا پھولوں کا مُنھ چومنا
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ باغوں میں کوئل وہ جنگل کے مور وہ گنگا کی لہریں وہ جمنا کا زور
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

اِسی سے ہے اس زندگی کی بہار وطن کی محبت ہو یا ماں کا پیار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

(بچوں کیلئے) ۱۹۱۶ء

یہ پیاری انجمن ہم کو مبارک یہ اُلفت کا چمن ہم کو مبارک
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

یہاں کی خاک ہم کو کیمیا ہے یہ سونے سے بھی قیمت میں سوا ہے
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

جو چڑیاں صبح کو گاتی ہیں اکثر اُسی کا راگ ہے ان کی زباں پر
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

وہ ساون کے مہینے کی گھٹائیں وہ کوئل اور پپیہے کی صدائیں
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

وہ اک مستی کا عالم بادلوں میں وہ پھولوں کا مہکنا جنگلوں میں
وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک

وہ چشمے اور وہ امرت سا پانی وہ گنگا اور جمنا کی روانی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مٹا جو نام تو دولت کی جستجو کیا ہے — نثار ہو نہ وطن پہ تو آبرو کیا ہے
لگا دے آگ نہ دل میں تو آرزو کیا ہے — نہ جوش کھائے جو غیرت سے وہ لہو کیا ہے
فدا وطن پہ جو ہو آدمی دلیر ہے وہ
جو یہ نہیں تو فقط ہڈیوں کا ڈھیر ہے وہ

ہم ہوں گے عیش ہوگا اور ہوم رول ہوگا

۱۹۱۶ء

اہل وطن مبارک تم کو یہ بزم اعلیٰ — جس میں نئی امیدوں کا ہے نیا اُجالا
دُنیا کے مذہبوں سے یہ رنگ ہے نرالا — مسجد یہی ہے اپنی اور ہے یہی شوالا
ہو ہوم رول حاصل ارمان ہے تو یہ ہے
اب دین ہے تو یہ ہے ایمان ہے تو یہ ہے

شیدائے بوستاں کو سرو سمن مبارک — رنگیں طبیعتوں کو رنگِ سخن مبارک
بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک — ہم بیکسوں کو اپنا پیارا وطن مبارک
غنچے ہمارے دل کے اس باغ میں کھلیں گے
اس خاک سے اٹھے ہیں اس خاک میں ملیں گے

اس خاک دل نشیں پر بادل سا چھا رہا ہے — طوفان بیکسی کا ہم کو ستا رہا ہے
لیکن یہ دور حسرت دُنیا سے جا رہا ہے — مایوس ہو نہ جانا وہ دن بھی آ رہا ہے
برطانیہ کا سایہ سر پر قبول ہوگا
ہم ہوں گے عیش ہوگا اور ہوم رول ہوگا

ع یہ نظم لکھنؤ میں دسمبر ۱۹۱۶ء کی کانگریس کے اجلاس میں گائی گئی تھی۔

(بچوں کیلئے) ہمارا وطن دل سے پیارا وطن ۱۹۱۶ء

یہ ہندوستاں ہے ہمارا وطن — محبت کی آنکھوں کا تارا وطن
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

انتخاب چکبست

اٹھیں گے خاک کے تودے سے دستگیر اپنے
زمین ہند کی اگلے گی سو رو بیر اپنے

دکھا دو جوہر اسلام اے مسلمانو — وقار قوم گیا قوم کے نگہبانو
ستون ملک کے ہو قدر قومیت جانو — جفا وطن پہ ہے فرض وفا کو پہچانو
نبیؐ کے خلق و مروت کے وارث ہو تم
عرب کی شان حمیت کی یادگار ہو تم

کرو خیال کچھ اسلاف کی حمیت کا — دیا تھا دشمن قاتل کو جام شربت کا
معاملہ ہے یہاں بھائیوں کی عزت کا — یہ فرض عین ہے سودا نہیں مروت کا
اگر نہ اب بھی ہوا اسلام کا جگر پانی
ہزار خندۂ کفر است بر مسلمانی

اگر نہ قوم کے اسوقت بھی تم آئے کام — نصیب ہوگا نہ مرنے پہ بھی تمھیں آرام
یہی کہے گا زمانہ کہ تھا برائے نام — وہ دھرم ہندوؤں کا وہ حمیت اسلام
ذرا اثر نہ ہوا قوم کے حبیبوں پہ
وطن سے دور چھپر کی جل گئی غریبوں پہ

رہے گا مال نہ ہمراہ جائے گی دولت — گئی تو قبر تلک ساتھ جائے گی ذلت
کرو جو ایک روپے سے بھی قوم کی خدمت — تمھاری ذات سے ہو اک یتیم کو راحت
ملے حجاب کی چادر کسی کی عصمت کو
کفن نصیب ہو شاید کسی کی میت کو

جو دب کے بیٹھ رہے سر اٹھاؤ گے پھر کیا — عدو سے قوم کو نیچا دکھاؤ گے پھر کیا
جفا و جور کی ذلت مٹاؤ گے پھر کیا — تم اپنے بچوں کو قصے سناؤ گے پھر کیا
رہے گا قول یہی ان سے ان کی ماؤں کا
لہو رگوں میں تمھاری ہے بھیاؤں کا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

نصیب جینیں نہیں بوسے کی پیار کے بدلے — بچے کہاں وہ ہندوستان کے پیارے
تمھیں تو عیش کے سامان جمع ہیں سارے — وہاں بدن سے رواں ہیں لہو کے فوارے

جو چپ رہیں تو ہوا قوم کی بگڑتی ہے
جو سر اٹھائیں تو کوڑوں کی مار پڑتی ہے

وطن سے دور بھی ہیں اور خانہ ویراں بھی — اسیر یاس بھی ہیں اور اسیر زنداں بھی
تباہ حال ہیں ہندو بھی اور مسلماں بھی — ہوئے ہیں نذر مصیبت کے دین و ایماں بھی

پڑھی نماز تو اجڑے گھروندے صحرا میں
اگر نہائے تو اپنے لہو کی گنگا میں

اگر دلوں میں نہیں اب بھی جوش غیرت کا — تو پڑھ دو فاتحہ قومی وقار و عزت کا
وفا کو پھونک دو ماتم کرو محبت کا — جنازہ لے کے چلو قوم و دین و ملت کا

نشاں مٹا دو امنگوں کا اور ارادوں کا
لہو میں غرق سفینہ کرو مرادوں کا

کہاں ہیں ملک کے سرتاج قوم کے سردار — پکارتے ہیں مدد کے لئے در و دیوار
وطن کی خاک سے پیدا ہیں جوش کے آثار — زمین ہلتی ہے اڑتا ہے خون بنکے غبار

جگہ سے اپنی ہے چتوڑ کی زمیں سرکی
لرز رہی ہے کئی دن سے قبر اکبر کی

بھنور میں قوم کا بیڑا ہے ہندو ہوشیار — اندھیری رات ہے کالی گھٹا ہے اور منجدھار
اگر پڑے رہے غفلت کی نیند میں سرشار — تو زیر موج فنا ہوگا آبرو کا مزار

مٹے گی قوم یہ بیڑا تمام ڈوبے گا
جہاں میں بھیشم و ارجن کا نام ڈوبے گا

جنہیں رلائے نہ اب بھی یہ قوم کی افتاد — سیاہ قلب وہ ہندو ہیں کنس کی اولاد
مگر وہ کیا ہیں کسی کی بھی گر نہ ہو امداد — اثر دکھائے گی جادو کا قوم کی فریاد

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

بخدمت فدائے قوم مسز کرم چند گاندھی

نثار ہے دلِ شاعر ترے قرینے پر
کیا ہے نام ترا نقش اس نگینے پر — چکبست لکھنوی

وطن سے دور تباہی میں ہے وطن کا جہاز
ہوا ہے ظلم کے پردے میں حشر کا آغاز
سنیں تو ملک کے ہمدرد قوم کے دمساز
ہوا کے ساتھ یہ آئی ہے دکھ بھری آواز
وطن سے دور ہیں ہم پر نگاہ کر لینا
"ادھر بھی آگ لگا ہے ذرا خبر لینا"

جو مٹ رہے ہیں وطن پر یہ ہے صدا اُن کی
لہو پکار رہا ہے یہ ہے وفا اُن کی
بندھی ہے عالم تہذیب میں ہوا اُن کی
غضب کی جا ہے کہ گردن جھکے ذرا اُن کی
تمہارے دل میں نہ اُلفت کی ہوک اُٹھے افسوس
وطن کا قافلہ پردیس میں لُٹے افسوس

ٹرنسیدال کے حاکم وفا شعار نہیں
کچھ ان کے قول کا دنیا میں اعتبار نہیں
ہماری قوم پہ احساں کا انکے بار نہیں
یہ ظلم کیوں ہے ہم اُنکے گناہگار نہیں
اگر وہ دولتِ برطانیہ کے پیارے ہیں
تو اہلِ ہند اُسی آسماں کے تارے ہیں

مگر جفا سے نہیں ظالموں کو مطلق عار
اُجاڑتے ہیں وہ بستی جو تھی کبھی گلزار
جہاں خوشی کے ترانوں کا گرم تھا بازار
سُنائی دیتی ہے واں بیڑیوں کی اب جھنکار
کیا ہے بند مسافر سمجھ کے راہوں کو
پنہائی جاتی ہے زنجیر بے گناہوں کو

لُٹے ہیں یوں کہ کسی کی گرہ میں دام نہیں
نصیب رات کو پڑ رہنے کا مقام نہیں
یتیم بچوں کے کھانے کا انتظام نہیں
جو صبح خیر سے گذری اُمیدِ شام نہیں
اگر جئے بھی تو کپڑا نہیں بدن کے لئے
مرے تو لاش پڑی رہ گئی کفن کے لئے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یا ظفریاب تمھیں دیکھ کے دل ہو بشاش — آئے یا سوئے وطن خون میں ڈوبی ہوئی لاش
سر جدا تن سے ہو یا تنِ بسمل صد پاش — گوشۂ امن و اماں کی نہ ہو آنکھوں کو تلاش

موت معراج ہے اس دشت کے راہی کے لئے
آنچ تلوار کی جنّت ہے سپاہی کے لئے

گو کہ دُنیا سے مٹے شوکتِ قیصر کا سراغ — شعلۂ تیغ سے مُرجھائے نہ تہذیب کا باغ
گل نہ ہو دل کے شوالے میں حمیّت کا چراغ — بے گناہوں کے لہو کا نہ ہو تلوار میں داغ

راستہ ہے یہی قوموں کی تباہی کے لئے
خون معصوم کا دوزخ ہے سپاہی کے لئے

مادر قوم کا ہے اپنے سپوتوں سے پیام — خطۂ ہند کا اس جنگ میں روشن رہے نام
تیغ خونریز نے جس شان سے چھوڑا ہے نیام — اپنے مسکن میں اسی شان سے پائے آرام

شاعرِ گوشہ نشیں شکر خدا کرتا ہے
جنگ ہو تم کو مبارک یہ دعا کرتا ہے

فریاد قوم

۱۹۱۴ء

ہے آج اور ہی کچھ صورت بیاں میری — تڑپ رہی ہے دہن میں مرے زباں میری
چھدیں گے قلب و جگر تیر ہے فغاں میری — لہو کے رنگ میں ڈوبی ہے داستاں میری

مبالغہ نہیں تمہید شاعرانہ نہیں
غریب قوم کا ہے مرثیہ فسانہ نہیں

ع یہ نظم اُس زمانہ میں تصنیف کی گئی ہے جبکہ دور اُفتادگان وطن جنوبی افریقہ میں ٹرمنسیوال کے حکام کی غیر منصفانہ کارروائیوں سے عاجز تھے اور مہاتما کرم چند گاندھی ان غریب الوطنوں کی حالت درست کرنے کی کوشش میں دل و جان سے مصروف تھے یہ نظم رسالہ کی صورت میں شائع کی گئی تھی اور مہاتما گاندھی کا نام بہ صورت ذیل زیب عنوان کیا گیا تھا۔

ہاں دلیرانِ وطن دھاک بٹھا کر آنا — طنطنہ جرمن خود بیں کا مٹا کر آنا
قیصری تخت کی بنیاد ہلا کر آنا — ندیاں خون کی برلن میں بہا کر آنا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہی گنگا ہے سپاہی کے نہانے کے لئے
ناؤ تلوار کی ہے پار لگانے کے لئے

جاں نثار آج تمہارا سا زمانہ میں نہیں — ہاں دکھا دو کہ ہو تاجِ شہِ لندن کے نگیں
دوست کیا چیز ہیں دشمن ہوں فدائے تحسیں — آسماں وجد کرے بول اٹھے رن کی زمیں

یوں تو لڑنے کو بہت شہ کے نمک خوار لڑے
اور ہی شان سے لیکن یہ وفادار لڑے

جس گھڑی معرکۂ جنگ میں ہو تیغ علم — سورما لڑتے ہیں اسطرح پکارے عالم
دل ہو ارجن کا جگر بھیم کا انگد کا قدم — موت کے وقت نظر میں ہو شبیہ بھیشم

جسکا قابو نہ ہٹا موت کی تدبیروں پہ
سایۂ تیغ میں آرام کیا تیروں پہ

ہو وہ یورش کہ ہو شیرازۂ اعدا برہم — اک اُمنڈتے ہوئے دریا کا ہو پیدا عالم
جو کسی سے نہ جھکا وہ سرِ مغرور ہو خم — پہلے برلن میں جو پہونچے وہ تمہارا ہو قدم

"وہ گرو" کہہ کے بڑھو خون کے محضر کھل جائیں
پھر ہری سنگھ کی تلوار کے جوہر کھل جائیں

مہاراجہ بجیتا سنگھ کا مشہور سپہ سالار

تم کو اعزاز ملا ہے یہ وطن کا اعزاز — دیکھنا اب ہے شجاعت کا تمہاری انداز
خاک یورپ یہ دلیری سے ہو اپنی ممتاز — تیغ ہند کی اصالت پہ زمانہ کو ہو ناز

قوم کا اوج بڑھے نام وطن زندہ ہو
روح پرتاپ کی جنت میں نہ شرمندہ ہو

رانا پرتاپ

لے یہ نظم اس زمانہ میں تصنیف کی گئی تھی جبکہ ہندوستانی سپاہیوں کی فوج دولت برطانیہ کی جانب سے یورپ کی جنگ عظیم میں حصہ لینے کے لئے روانہ کی گئی تھی۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

علم و اخلاق کے دامن پہ تمہارے ہے یہ داغ — جو بزرگوں نے لگایا تھا اُجڑتا ہے وہ باغ
تم کو اللہ نے بخشے ہیں وہ دل اور وہ دماغ — جس سے روشن ہو زمانہ کی ترقی کا چراغ

اِک ذرا جذبۂ اخلاق کو اعلےٰ کر دو
قوم مرحوم کی تُربت پہ اُجالا کر دو

تم مدد کے نہیں محتاج یہ ہیں نے مانا — ہو مگر فکر سے بچّوں کی نہ یوں بیگانا
بارِ احساں سے سبکدوش ہو گر ہو دانا — ایک دن قوم کے کام نہ پڑے شرمانا

تم کو بچّوں کا بڑا فرض ادا کرنا ہے
ہے تو ایمان کی یہ، قرض ادا کرنا ہے

انھیں بچّوں کی محبت ہوئی ہے دامن گیر — آپکی سمع خراشی کی جو کی یہ تدبیر
اپنے دردِ دلِ ناشاد کی ہے یہ تفسیر — اشکِ حسرت سے کیا ہے اسے دل نے تحریر

چاہے مجذوب کی بڑ چاہے نصیحت سمجھو
یا ہمارے دلِ مُردہ کی وصیت سمجھو

قوم کے سورماؤں کی الوداع

۱۹۱۴ء

ساحلِ ہند سے جرّارِ وطن جاتے ہیں — کچھ نئی شان سے جانباز کہن جاتے ہیں
رن میں باندھے ہوئے شمشیر و کفن جاتے ہیں — تیغ زن برق فگن قلعہ شکن جاتے ہیں

سامنے ان کے ظفر برہنہ پا چلتی ہے
ان کے تلوار کے سایہ میں قضا چلتی ہے

ان کی رگ رگ میں ہے پیوست شجاعت کے چلن — رن کا میدان ہے انکے لئے ماں کا دامن
عرصۂ جنگ کی موت انکو ہے اک شب کی دلہن — مر کے تلوار سے حاصل ہو تو خاصت ہے کفن

جوش انمیں جو ہے اس جوش کا اب دور نہیں
ساٹھ پشتوں کے سپاہی ہیں کوئی اور نہیں

سیر یورپ سے یہ اخلاق و ادب سیکھا ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ناچنا سیکھا ہے اور ہو و طرب سیکھا ہے

نوجوانوں سے خطاب

ہاں جوانانِ وطن خواب سے بیدار ہو اب — سو چکے رات بھی آخر ہوئی ہوشیار ہو اب
سحر نورِ وفا کے لئے تیار ہو اب — درد دل کچھ مجھے کہنا ہے خبردار ہو اب

بے خودی دل کی ہے تصویر بیاں میری ہے
مرثیہ قوم کا ہے اور زباں میری ہے

نکتہ چینی سے غرض ہے نہ دل آزاری ہے — صرف منظور نظر خواب سے بیداری ہے
غفلتِ عیش دلوں پر جو یہاں طاری ہے — بے خودی کہتے ہیں اسکو کہ یہ ہشیاری ہے

کیا کئے جاتے ہو کیا منھ سے کہے جاتے ہو
کچھ خبر ہے تمھیں کس سمت بڑھے جاتے ہو

چمنِ عمر ہمیشہ نہ رہے گا شاداب — خم میں باقی نہ رہے گی یہ جوانی کی شراب
نشۂ علم میں ہر وقت رہو تم غرقاب — شانِ تعلیم یہی ہے یہی تہذیب و شباب

لے اڑے دل کو طبیعت کی روانی وہ ہے
بے پئے نشہ رہے جس میں جوانی وہ ہے

مست کر دیتی ہے ایسا یہ شرابِ سرجوش — نظر آتی ہے تمے حسن سے دنیا مدہوش
سیرِ جنت میں رہا کرتے ہیں چشم و لب و گوش — مجھ سے کہتا تھا جوانی میں مرا بادہ فروش

ہر گھڑی عالمِ بالا پہ نظر رہتی ہے
کہیں انسان کو دنیا کی خبر رہتی ہے

نشۂ علم میں تم میں سے کہیں بھی کوئی چور — دخل رہتا ہے طبیعت میں تعلّی کو ضرور
ہو گیا ہے جو ذرا چار کتابوں پہ عبور — تو غضب کی ہمہ دانی ہے قیامت کا غرور

شانِ ارسطو کی بھی غرقِ تعین کا سامان یہی ہے
وہی گھر مصر بھی ہے اور وہی ایوان بھی ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کس کو دکھ درد کی غیروں کے خبر رہتی ہے — حالتِ اہلِ وفا نوعِ دگر رہتی ہے
رات دن عیش پرستی پہ نظر رہتی ہے — ہوسِ دولت و زر شام و سحر رہتی ہے
نوجوانوں میں وہ اگلی سی محبت ہے کہاں
جو بزرگوں نے کمائی تھی وہ دولت ہے کہاں

کوئی سودائے محبت کا خریدار نہیں — جوشِ الفت کی ذرا گرمیٔ بازار نہیں
پیٹھ کے پیچھے بُرا کہنے میں کچھ عار نہیں — جو ہے رفتارِ خیالات وہ گفتار نہیں
فرق کیا ظاہر و باطن کا بُرا ہوتا ہے
جو زباں کہتی ہے دل سُن کے اُسے روتا ہے

دولتِ علم و ہنر میں بھی نمایاں ہے زوال — ہو رہا ہے چمنستانِ ذہانت پامال
سر میں سودا وہ نہیں جس سے میسر ہو کمال — پڑھنے لکھنے کا فقط دولتِ دنیا ہے مآل
عمریوں علم کے سانچے میں ڈھلی جاتی ہے
اک تجارت ہے کہ دن رات چلی جاتی ہے

کفر ہے جوہرِ ذاتی کے لئے نشو و نما — ذاتِ انساں کی محبت ہے نہ ہے خوفِ خدا
سرِ مغرور سے ہے دورِ وفا کا سودا — شانِ ظاہر کی تمنا میں ہیں دولت پہ فدا
جان سے شوقِ نمائش میں گذر جائیں ابھی
قبر چاندی کی جو مل جائے تو مر جائیں ابھی

حجِ اکبر سے جو یورپ کے ہوئے ہیں ممتاز — ہے وطن میں بھی غریب الوطنی پر انھیں ناز
پیرِ یارانِ طریقت سے ہے غیروں سے ہے ساز — وہ بنائی ہوئی چتون وہ انیلے انداز
لب و لہجہ میں لگاوٹ ہے طرحداری ہے
اک فقط رنگ پہ قابو نہیں لاچاری ہے

انکو تہذیب سے یورپ کی نہیں کچھ سروکار — ظاہری شان و نمائش پہ دل و جاں ہیں نثار
ہیں وہ سینے میں کہاں غیرتِ قومی کے شرار — جن سے مغرب[1] میں ہوئے خاک کے پتلے بیدار

[1] یورپ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

چشم بد دور گلوں کی یہ بھری ڈالی ہے
چند پھولوں کی مگر اس میں جگہ خالی ہے

یہ وہ گل تھے جنہیں ارباب نظر نے رویا — بھائی نے بہنوں نے مادر نے پدر نے رویا
خاک رونا تھا جو اس دیدۂ تر نے رویا — مدتوں ان کو مرے قلب و جگر نے رویا

دل پہ کچھ داغ محبت ہیں نشانی اُن کی
بچپنا دیکھ کے دیکھی نہ جوانی اُن کی

خبر دنیا میں کبھی سوز ہے اور کبھی ہے ساز — نونہالانِ چمن کی رہے اب عمر دراز
بھائی سے بڑھ کے مجھے ہیں یہ مرے مایۂ ناز — میرے مونس ہیں یہی اور یہی میرے ہمراز

مر کے بھی روح مری دل کی طرح شاد رہے
میں رہوں یا نہ رہوں یہ چمن آباد رہے

حالتِ قوم

زندگی کا نہیں دنیا میں بھروسا اک آن — آج وہ اُٹھ گئے کرتے تھے جو کل کا سامان
عرض حال آج ہے لازم کہ ابھی تر ہے زبان — آپکے فیض کا سر ڈھونڈ رہا ہے احسان

آپ ہیں ابرِ کرم پاسِ چمن لازم ہے
سرپرستی غریبانِ وطن لازم ہے

آپ جس قوم کے ہیں رکن رکیں اور افسر — ہیں اسی قوم کے طفل و جواں نور نظر
ان میں پیدا ہوئے گر علم و ادب کے جوہر — مادرِ قوم کی چھاتی سے ہٹے گا پتھر

آپ کو شبہ نہیں ان کی اگر خیر نہیں
قوم کے لختِ جگر ہیں کوئی غیر نہیں

گلشنِ قوم میں پیشِ نظر رنگ عجیب — فتنے بیدار ہوئے ہیں خوابِ گراں میں ہے نصیب
دل محبت سے خفا ہیں تو مروت کے رقیب — دور ہیں دل سے بآنکھوں سے ہیں ہر وقت قریب

اب وہ پہلے کی محبت وہ بھلائی ہے کہاں
دل کے آئینوں میں اگلی سی صفائی ہے کہاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہر برس رنگ پہ آتا ہی گیا یہ گلزار — پھول تہذیب کے کھلتے گئے مِٹتے گئے خار
پتی پتی سے ہوا رنگ وفا کا اظہار — نوجوانانِ چمن بن گئے تصویرِ بہار
رنگِ گل دیکھ کے دل قوم کا دیوانہ ہوا
جو تھا بدخواہِ چمن سبزۂ بیگانہ ہوا

بوئے نخوت سے نہیں یاں کے گلوں کو سروکار — ہے بزرگوں کا ادب انکی جوانی کا سنگار
علم و ایماں کی طراوت کا دلوں میں ہے گزار — دھو گئے چشمۂ اخلاق سے سینوں کے غبار
رنگ دکھلاتی ہے یوں دل کی صفا یاروں میں
روشنی صبح کی جس طرح ہو گلزاروں میں

کس کو معلوم تھی اِس گلشنِ اخلاق کی راہ — میں نے پھولوں کو کیا رنگِ وفا سے آگاہ
اب تو اس باغ پہ ہے سب کی محبت کی نگاہ — جو کے پودے تھے شجر ہو گئے ماشاء اللہ
کیا کہوں رنگِ جوانی میں جو اس راغ کے تھے
باغباں ہو گئے گلچیں جو میرے باغ کے تھے

گو کہ باقی نہیں کیفیت طوفانِ شباب — پھنس کے جنجال میں دُنیا کے یہ قصہ ہوا خواب
مست رہتا ہے مگر اب بھی دلِ خانہ خراب — شام کو بیٹھ کے محفل میں لنڈھاتا ہوں شراب
نشۂ علم کی اُمید پہ جینے والے
سمٹ آتے ہیں سرِ شام سے پینے والے

اور ہی رنگ پہ ہے آج بہارِ گلشن — سیر کے واسطے آئے ہیں عزیزانِ وطن
فرش آنکھیں کئے بیٹھے ہیں جوانانِ چمن — دل میں طوفانِ طرب لب پہ محبت کے سخن
کون ہے آج جو اس بزم میں مسرور نہیں
روح سرشار بھی کھنچ آئے تو دور نہیں

مگر افسوس یہ دنیا ہے مقامِ عبرت — رنج کی یاد دلاتا ہے خیالِ راحت
آج یاد آتی ہے اُن پھولوں کی مجھ کو صورت — کھلتے ہی کر گئے جو میرے چمن سے رحلت

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

شوقِ شہرت ہوسِ گرمیٔ بازار نہیں
دل وہ یوسف ہے جسے فکرِ خریدار نہیں

اور ہوں گے جنہیں رہتا ہے مقدر سے گِلا — اور ہوں گے جنہیں ملتا نہیں محنت کا صلا
میں نے جو غیب کی سرکار سے مانگا وہ ملا — جو عقیدہ تھا مرے دل کا ہلائے نہ ہلا

کیوں ڈراتے ہیں عبث گبر و مسلماں مجھ کو
کیا مٹائے گی بھلا گردشِ دوراں مجھ کو

کیا زمانہ پہ کھلے بے خبری کا مری راز — طائرِ فکر میں پیدا تو ہو اتنی پرواز
کیوں طبیعت کو نہ ہو بیخودیٔ شوق پہ ناز — حضرتِ اکبر کے قدموں پہ ہے یہ فرقِ نیاز

فخر ہے مجھ کو اسی در سے شرف پانے کا
میں شرابی ہوں اسی رند کے میخانے کا

دل مرا دولتِ دنیا کا طلبگار نہیں — بخدا خاک نشینی سے مجھے عار نہیں
مست ہوں حبِ وطن سے کوئی میخوار نہیں — مجھ کو مغرب کی نمائش سے سروکار نہیں

اپنے ہی دل کا پیالہ پیئے مدہوش ہوں میں
جھوٹی پیتا نہیں مغرب کی وہ مئے نوش ہوں میں

قوم کے درد سے ہوں سوزِ وفا کی تصویر — میری رگ رگ سے ہے پیدا تپِ غم کی تاثیر
ہے مگر آج نظر میں وہ بہارِ دلگیر — کر لیا دل کو فرشتوں نے طرب کے تسخیر

یہ نسیمِ سحری آج خبر لائی ہے
سال گذرا مرے گلشن میں بہار آئی ہے

تعریفِ انجمن

قوم میں آٹھ برس سے ہے یہ گلشن شاداب — چہرۂ گل پہ یہاں پاسِ ادب کی ہے نقاب
میرے آئینۂ دل میں ہے فقط اسکا جواب — اس کے کانٹوں پہ کیا میں نے نثار اپنا شباب

کام شبنم کا لیا دیدۂ تر سے اپنے
میں نے سینچا ہے اسے خونِ جگر سے اپنے

CC-0. Agamhigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ان کو منظور نہ ہوتا جو مٹانا اپنا
ہند کی خاک اگلتی نہ خزانہ اپنا

اہلِ دیں نے تجھے جنت کا سہارا سمجھا — اپنے ایمان کی قسمت کا ستارا سمجھا
شور و بیروں نے تجھے جان سے پیارا سمجھا — تجھ کو اکبر نے سدا آنکھ کا تارا سمجھا
آبرو قوم کی ہے تیری نگہبانی پر
یہی دو حرف لکھے ہیں تری پیشانی پر

مثلِ بچوں کے ترے دودھ کے ہیں متوالے — جو ضعیفی سے پڑے رہتے ہیں بستر ڈالے
مست رہتے ہیں ترے فیض سے کس بل والے — پیار سے کہتے ہیں ماتا تجھے بچے بالے
تیری الفت سے انھیں منھ نہیں موڑا جاتا
تیری صورت کا کھلونا نہیں توڑا جاتا

میرے دل میں ہے محبت کا تری سرمایا — ماں کے دامن سے ہے بڑھکر مجھے تیرا سایا
یاد ہے فیضِ طبیعت نے جو تجھ سے پایا — عین قسمت جو ترا نام زباں پر آیا
اس حلاوت سے جو دعویٰ سخنگوئی ہے
دودھ سے تیرے لڑکپن میں زباں دھوئی ہے

دردِ دل

(تمہید)

سنہ ۱۹۱۲ء

درد ہے دل کے لئے اور دل انساں کے لئے — تازگی برگ و ثمر کی چمنستاں کے لئے
سازِ آہنگ جنوں تارِ رگِ جاں کے لئے — بیخودی شوق کی مجھ بے سر و ساماں کے لئے
کیا کہوں کون ہوا سر میں بھری رہتی ہے
بے پئے آٹھ پہر بے خبری رہتی ہے

نہ ہوں شاعر نہ ولی ہوں نہ ہوں اعجاز بیاں — بزمِ قدرت میں ہوں تصویر کی صورت حیراں
دل میں ایک رنگ ہے الفاظ سے ہوتا ہے عیاں — لے کی محتاج نہیں ہے مری فریاد و فغاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تن سے تیرے ہے عیاں نرمیٔ دل کا جوہر — جوڑ بند ایسے کہ سانچے میں بنے ہیں ڈھل کر
رنگ کالا ہو کہ اُجلا ہو یہ کہتی ہے نظر — وِندراون کی وہ ہے شام یہ متھرا کی سحر
کنگرے سے یہ نہیں چہرۂ نورانی پر
تاج قدرت نے سجایا تری پیشانی پر

دیکھے جنگل میں کوئی شام کو تیری رفتار — بے پئے جیسے کسی کو ہو جوانی کا خمار
مست کر دیتی ہے شاید تجھے قدرت کی بہار — وہ اُترتی ہوئی دھوپ اور سبزے کا نکھار
ایک اک گام پہ شوخی سے مچلنا تیرا
کھا کے جنگل کی ہوا جھوم کے چلنا تیرا

صاحبِ دل تجھے تصویرِ وفا کہتے ہیں — چشمۂ فیضِ خُدا مردِ خُدا کہتے ہیں
دردمندوں کی مسیحا شعراء کہتے ہیں — ماں تجھے کہتے ہیں ہندو تو بجا کہتے ہیں
کون ہے جس نے تیرے دودھ سے مُنھ پھیرا ہے
آج اس قوم کی رگ رگ میں لہو تیرا ہے

نام جس کا ہے محبّت وہ ہے ایماں تیرا — کوئی ہو سب کے لئے فیض ہے یکساں تیرا
زندگی کے لئے محتاج ہے انساں تیرا — کون بیمار نہیں بندۂ احساں تیرا
حلق میں دودھ سے تیرے جو تری رہتی ہے
خشک ٹہنی تنِ لاغر کی ہری رہتی ہے

صورتیں یاد ہیں اُن بچّوں کی پیاری پیاری — زندگی کی جنہیں ایک ایک گھڑی تھی بھاری
تیرے دم سے نہ رہی یاس کی حالت طاری — ہو گئیں ان کے لئے دودھ کی نہریں جاری
کتنے گِرتے ہوئے پودوں کو سنبھالا تو نے
ماں جنہیں چھوڑ چلی تھی اُنھیں پالا تو نے

تیرے بچوں نے کیا اپنے تئیں ہم پہ نثار — اپنی گردن پہ لیا پرورشِ قوم کا بار
نظر آتی ہے جو ہر فصل میں کھیتی تیّار — ہے یہ سب اُن کے لہو اور پسینے کی بہار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جو اس طرح ہوا دنیا میں آبرو کا زوال — تو کام آئے گا عقبیٰ میں کیا دولت و مال
کرو خدا کے لئے کچھ مرے ہوؤں کا خیال — نہ ہوں تمھارے بزرگوں کی ہڈیاں پامال
یہ آبرو تو ہزاروں برس میں پائی ہے
نہ یوں لٹاؤ کہ رشیوں کی یہ کمائی ہے

لٹاؤ نام پہ دولت اگر ہو غیرت دار — پکار اٹھے یہ زمانہ کہ ہے یہ پرلے کار
ہے زور ہمتِ مردانہ قوم کو درکار — ورق الٹ دو زمانہ کا ملکے سب اخبار
اگر ہو مرد نہ یوں عمر رائگاں کاٹو
غریب قوم کے پیروں کی بیڑیاں کاٹو

یہ کار خیر وہ ہے۔ نام چار سو رہ جائے — تمھاری بات زمانے کے روبرو رہ جائے
جو غیر ہیں انھیں ہنسنے کی آرزو رہ جائے — غریب قوم کی دنیا میں آبرو رہ جائے
ذرا حمیت و غیرت کا حق ادا کر دو
فقیر قوم کے آئے ہیں جھولیاں بھر دو

یہاں سے جائیں تو جائیں یہ جھولیاں بھر کر — لٹائیں علم کی دولت تمھارے بچوں پہ
ادھر یہ ناز ہو تم کو کہ خوش گئے یہ بشر — جو ہو سکا نہ کیا ناز ان کی ٹیک کے سر
یہی ہو فخر جوانوں کا اور پیروں کا
سوال رد نہ کیا قوم کے فقیروں کا

گائے

سنہ ۱۹۱۲ء

کون وہ مخلوق ہے خلقت میں نہیں جسکی گناہ — لی ہے قالب میں ترے روح محبت نے پناہ
تیری صورت سے عیاں ہوتی ہے انسان کی چاہ — رس بھری آنکھ سمو لی ہے کوئی امرت میں نگاہ
نقش ہے دل پہ مرے موہنی صورت تیری
خوب دنیا کے شوالے میں ہے مورت تیری

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ کام ہو کے رہے چاہے جان رہے نہ رہے
زمیں رہے نہ رہے آسماں رہے نہ رہے

یہ کارِ خیر میں کوشش یہ قوم کا دربار — لگا دو آج تو چاندی کے ہر طرف انبار
یہ سب کہیں کہ ہے زندہ یہ قوم غیرت دار — ہے اسکے دل میں بزرگوں کی آبرو کا وقار
سروں میں حُبِّ وطن کا جنون باقی ہے
رگوں میں بھیشم و ارجن کا خون باقی ہے

مسز بسنٹ کے احسان کی تمہیں ہے خبر — کیا ستار بڑھا پا تمہارے بچوں پر
شریک وہ بھی ہیں اس کارِ خیر کے اندر — نہ ان کی آنکھ ہو نیچی رہے یہ مدِّ نظر
مٹے نہ بات کہیں تم پہ مٹنے والوں کی
تمہارے ہاتھ ہے شرم ان سفید بالوں کی

تمہارے واسطے لازم ہے مانوی کا بھی پاس — کہ جس کی ذات سے اٹکی ہوئی ہے قوم کی آس
لیا غریب نے گھر بار چھوڑ کر وں واس — جو یہ نہیں ہے تو کہتے ہیں پھر کسے سنیاس
تمام عمر کٹی ایک ہی قرینے پہ
گرا یا اپنا لہو قوم کے پسینے پہ

اسی کے ہاتھ میں ہے قوم کا سکون رجانا — تمہاری ڈوبتی کشتی کا پھر ابھر جانا
جو تم نے اب بھی نہ دنیا میں کام کر جانا — تو یہ سمجھ لو کہ بہتر ہے اس سے مر جانا
غضب ہوا جو دل اسکا بھی تم سے اوب گیا
گرا اس آنکھ سے آنسو تو نام ڈوب گیا

گھٹائیں جہل کی چھائی ہوئی ہیں تیرہ و تار — یہ آرزو ہے کہ تعلیم سے ہو بیڑا پار
مگر جو خواب سے اب بھی نہ تم ہوئے بیدار — تو جان لو کہ ہے اس قوم کی چتا تیار
مٹے گا دین بھی اور آبرو بھی جائے گی
تمہارے نام سے دنیا کو شرم آئے گی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سوال اِن کا ہے تعلیم کا بنے منذر — فلک ہو جس کا سوالہ سے اوج میں برتر
اِسی اُمید پہ یہ گھومتے ہیں شام و سحر — صدا لگاتے ہیں راہِ خدا میں یہ کہہ کر

وہ خود غرض ہیں جو دولت پہ جان دیتے ہیں
وہی ہیں مرد جو وِدیا کا دان دیتے ہیں

سوال رد نہ ہو اِن کا یہ شرط ہے تدبیر — اسی سے پائیں گے ایماں و آبرو و توقیر
یہ ہے ترقیٔ قومی کے واسطے اکسیر — یہی علوم کی گنگا بہیں غریب و امیر

وقارِ قوم بڑھے دُور بے زری ہو جائے
اجڑ گئی ہے جو کھیتی وہ پھر ہری ہو جائے

جو ہو رہا ہے زمانہ میں ہے تمھیں معلوم — کہ ہو گئے ہیں گراں کسقدر فنون و علوم
تمہاری قوم سے دولت ہوئی ہے یوں محدوم — کہ اب ترستے ہیں پڑھنے کو سیکڑوں معصوم

وہ خود ترستے ہیں ماں باپ اُنکے روتے ہیں
تمہاری قوم کے بچے تباہ ہوتے ہیں

یہ بے گناہ اسی قوم کے ہیں لختِ جگر — کہ جس نے تمکو بھی پالا ہے صورتِ مادر
جگر پہ قوم کے افلاس کا چلے خنجر — غضب خدا کا تمہارے دلو نپہ ہو نہ اثر

اُسی سے بے خبری جس کے دم سے جیتے ہو
اُسے رُلاتے ہوئے جس ماں کا دودھ پیتے ہو

یہ قحط کیا ہے یہ طاعون کیا ہے کیا ہے وبا — تمہاری قوم پہ نازل ہوا ہے قہرِ خدا
جو راہ راست سے ہوتی ہے کوئی قوم جدا — اسی طرح اُسے ملتی ہے ایک روز سزا

اسی طرح سے ہوا قوم کی بگڑتی ہے
اسی طرح سے غریبوں کی آہ بڑھتی ہے

گناہ قوم کے دھو جائیں اب وہ کام کرو — مٹے کلنک کا ٹیکا وہ فیض عام کرو
نفاق و جہل کو بس دور سے سلام کرو — کچھ اپنی قوم کے بچوں کا انتظام کرو

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

غنچے ہمارے دل کے اس باغ میں کھلیں گے
اس خاک سے اٹھے ہیں اس خاک میں ملیں گے

ہے جوئے شیر ہم کو نورِ سحر وطن کا — آنکھوں کی روشنی ہے جلوہ اس انجمن کا
ہے رشکِ مہر ذرّہ اس منزلِ کہن کا — تلتا ہے برگِ گل سے کانٹا بھی اس چمن کا

گرد و غبار یاں کا خلعت ہے اپنے تن کو
مر کر بھی چاہتے ہیں خاکِ وطن کفن کو

قومی مسدس

۳ ستمبر ۱۹۱۱ء

نظم متعلق ہندو یونیورسٹی

الٰہی کون فرشتے ہیں یہ گدائے وطن — صفائے قلب سے جن کے یہ بزم ہے روشن
جھکی ہوئی ہے سبھوں کی لحاظ سے گردن — ہر اک زباں پہ ہے تعظیم اور ادب کے سخن

صفیں کھڑی ہیں جوانوں کی اور پیروں کی
خدا کی شان یہ پھیری ہے کن فقیروں کی

فقیر علم کے ہیں ان کی داستاں سُن لو — پیامِ قوم کا دُکھ درد کا بیاں سُن لو
یہ دن وہ دن ہے جو ہے یادگار ہاں سُن لو — ہے آج غیرتِ قومی کا امتحاں سُن لو

یہی ہے وقت امیروں کی پیشوائی کا
فقیر آئے ہیں کاسہ لئے گدائی کا

جو اپنے واسطے مانگیں یہ وہ فقیر نہیں — طمع میں دولت دنیا کی یہ اسیر نہیں
امیر دل کے ہیں ظاہر کے یہ امیر نہیں — وہ آدمی نہیں جو ان کا دستگیر نہیں

تمام دولتِ ذاتی لٹائے بیٹھے ہیں
تمہارے واسطے دھونی رمائے بیٹھے ہیں

یہ نظم بتاریخ ۳ ستمبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ میں ہندو یونیورسٹی کے عظیم الشان جلسہ میں گئی۔ اس جلسہ میں پنڈت مدن موہن مالوی صاحب اور دیگر حضرات یونیورسٹی کے جمع کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

گو تم نے آبرو دی اِس معبدِ کہن کو — سرحد نے اس زمیں پر صدقے کیا وطن کو
اکبر نے جام اُلفت بخشا اِس انجمن کو — سینچا لہو سے اپنے رانا نے اس چمن کو
سب شور و سر اپنے اس خاک میں نہاں ہیں
ٹوٹے ہوئے کھنڈر ہیں یا ان کی ہڈیاں ہیں

دیوار و در سے اب تک انکا اثر عیاں ہے — اپنی رگوں میں اب تک انکا لہو رواں ہے
اب تک اثر میں ڈوبی ناقوس کی فغاں ہے — فردوس گوش اب تک کیفیتِ اذاں ہے
کشمیر سے عیاں ہے جنت کا رنگ اب تک
شوکت سے بہہ رہا ہے دریائے گنگ اب تک

اگلی سی تازگی ہے پھولوں میں اور پھلوں میں — کرتے ہیں رقص اب تک طاؤس جنگلوں میں
اب تک وہی کڑک ہے بجلی کی بادلوں میں — پستی سی آگئی ہے پر دل کے حوصلوں میں
گل شمع انجمن ہے گو انجمن وہی ہے
حُبِ وطن نہیں ہے خاکِ وطن وہی ہے

برسوں سے ہو رہا ہے برہم سماں ہمارا — دُنیا سے مٹ رہا ہے نام و نشاں ہمارا
کچھ کم نہیں اجل سے خوابِ گراں ہمارا — اک لاش بے کفن ہے ہندوستاں ہمارا
علم و کمال و ایماں برباد ہو رہے ہیں
عیش و طرب کے بندے غفلت میں سو رہے ہیں

اے صورِ حُبِّ قومی اس خواب سے جگا دے — بھولا ہوا فسانہ کانوں کو پھر سُنا دے
مُردہ طبیعتوں کی افسردگی مٹا دے — اٹھتے ہوئے شرارے اس راکھ سے دکھا دے
حُبِّ وطن سمائے آنکھوں میں نور ہو کر
سر میں خمار ہو کر دل میں سرور ہو کر

شیدائے بوستاں کو سرو و سمن مبارک — دلکش طبیعتوں کو رنگِ سخن مبارک
بُلبُل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک — ہم ہمسکوں کو اپنا پیارا وطن مبارک

برسات ۱۹۰۰ء

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہے دلاتی یاد مے نوشی فضا برسات کی — دل بڑھا جاتی ہے آ آ کر گھٹا برسات کی
بندھ گئی ہے رحمتِ حق سے ہوا برسات کی — نام گھنے کا نہیں لیتی گھٹا برسات کی
آگ رہا ہے ہر طرف سبزہ در و دیوار پر — انتہا گرمی کی ہے اور ابتدا برسات کی
دیکھنا سوکھی ہوئی شاخوں میں بھی جان آگئی — حق میں پودوں کے مسیحا ہے ہوا برسات کی
ہوں شریکِ بزم مے زاہد بھی توبہ توڑ کر — جھومتی قبلے سے اٹھی ہے گھٹا برسات کی
اصل تو یوں ہے مے و معشوق کا جب لطف ہے — چاندنی ہو رات کو دن کو گھٹا برسات کی
وہ پپیہوں کی صدائیں اور وہ مور و نگار قص — وہ ہوائے سرد وہ کالی گھٹا برسات کی
پار اتر جائیں گے کر غم سے رندِ بادہ نوش — لے اڑے گی مستی مے کو ہوا برسات کی
خود بخود تازہ امنگیں جوش پر آنے لگیں — دل کو گرمانے لگی ٹھنڈی ہوا برسات کی
وہ دعائیں مے کشوں کی اور وہ لطفِ انتظار — ہائے کن نازوں سے چلتی ہے ہوا برسات کی
میں یہ سمجھا ابر کے رنگین ٹکڑے دیکھ کر — تخت پریوں کے اڑا لائی ہوا برسات کی

ناز ہو جس کو بہارِ مصر و شام و روم پر
سرزمینِ ہند میں دیکھے فضا برسات کی

خاکِ ہند ۱۹۰۵ء

اے خاکِ ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے — دریائے فیضِ قدرت تیرے لئے رواں ہے
تیری جبیں سے نورِ حسنِ ازل عیاں ہے — اللہ رے زیب زینت کیا اوجِ عز و شاں ہے

ہر صبح ہے یہ خدمت خورشید پر ضیاء کی
کرنوں سے گوندھتا ہے چوٹی ہمالیہ کی

اس خاک دل نشیں سے چشمے ہوئے وہ جاری — چین و عرب میں جن سے ہوتی تھی آبیاری
سارے جہاں پہ جب تھا وحشت کا ابر طاری — چشم و چراغ عالم تھی سرزمیں ہماری

شمع ادب نہ تھی جب یوناں کی انجمن میں
تاباں تھا مہر دانش اس وادیٔ کہن میں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ان کی آنکھوں میں وہی داغ وفا پیارے ہیں
خود غرض کے لئے جو آگ کے انگارے ہیں

پھول مایا کے جو کھلتے ہیں بجھانے کے لئے — سانپ بچھو ہیں مسافر کے ستانے کے لئے
سلسلہ ہستیِ فانی کا مٹانے کے لئے — بزم عالم سے نہ جا لوٹ کے آنے کے لئے

تیری ہستی کا جو ہے راگ بھلا دے اُس کو
پردۂ سازِ حقیقت میں چھپا دے اُس کو

کس لئے خاک کے پتلوں کے لئے روتا ہے — دیکھنے کو ہے کھلی آنکھ مگر سوتا ہے
کچھ خبر ہے تجھے کیوں جان عبث کھوتا ہے — کون کرتا ہے فنا کون فنا ہوتا ہے

دوست دشمن کا مددگار وہی جنگ میں ہے
ایک صورت گرِ ہستی ہے جو ہر رنگ میں ہے

وہی بسمل ہے وہی جوہرِ شمشیر بھی ہے — شعلۂ شمع وہی ہے وہی گلگیر بھی ہے
خود مصوّر ہے وہی اور وہی تصویر بھی ہے — وہی حاکم وہی قیدی وہی زنجیر بھی ہے

جوہری بھی ہے وہی جوہرِ عالی بھی وہی
پھول بھی ہے وہی اس باغ کا مالی بھی وہی

اب نہ ارجن ہے نہ وہ گیان کا دریا باقی — نہ وہ آنکھیں ہیں نہ وہ نور کا جلوا باقی
دِل لبھانے کو ہے دنیا کا تماشا باقی — درد باقی ہے نہ ہے درد کا شیدا باقی

بانسری لے کے نیا راگ سُنا دے کوئی
سو رہا ہے دلِ مایوس جگا دے کوئی

پھر ہو دُنیا میں کسی ہستیٔ کامل کا ظہور — دل میں جس کے ہو سمایا ہوا خدمت کا سرور
جذبۂ خیر کی ہو جس کو پہ ستش منظور — بادۂ شوق سے ہوں جس کی نگاہیں مخمور

دل کو تسخیر کرے انجمن آرا ہو کر
ہو نہ دُنیا سے خفا دین کا پیارا ہو کر

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

راہ تاریک ہے اور سر پہ گرج بادل کی — دو نگڑا میٹھ کا ہے بوندیں نہیں ہلکی ملکی
شوخ و طرار حسیں چھوکریاں گوکل کی — چلی آتی ہیں صراحی لئے جمنا، جل کی

دل لڑکپن کی امنگوں پہ مچل جاتا ہے
کھلکھلا پڑتی ہیں جب پاؤں پھسل جاتا ہے

یہ خوشی ہے کہ منانا ہے کنہیا کا جنم — دل میں ارمان ہزاروں ہیں مگر وقت ہے کم
نہیں سینے میں سماتا ہے دل کا عالم — آنکھ پڑتی ہے کہیں اور کہیں پڑتا ہے قدم

یہ کوا ایک کی صورت جو نظر آتی ہے
مسکرا دیتی ہیں جب برق چمک جاتی ہے

آج سوتی ہوئی دنیا کی ہے قسمت بیدار — سال بھر بعد وہ رات آئی ہے دل جس پہ نثار
یہی بجلی تھی یہی ابر یہی جوش بہار — جب کنہیا کے جنم سے ہوئی روشن شب تار

قید خانہ کی سیاہی میں وہ تارا چمکا
جس سے انسان کی ہستی کا ستارا چمکا

تھا جو دنیا کو رہِ راست پہ لانا منظور — جلوۂ حق نے کیا قالبِ خاکی میں ظہور
جوشِ رحمت سے غنی فیض و کرم سے معمور — ظلمتِ جہل مٹانے کو بڑھا چشمۂ نور

پردۂ غیب سے متھرا کے چمن تک پہونچا
بڑھ کے متھرا سے کروکشیتر کے رن تک پہونچا

دیکھ کر جنگ کے طوفان میں ارجن کو اداس — یوں دیا وعظ کہ ہوشیار ہوا کشتۂ یاس
روح و قالب کی جدائی پہ عبث ہے وسواس — جو مسافر ہے وہ منزل پہ بدلتا ہے لباس

روح دنیا کی مسافر ہے اجل منزل ہے
اس سفر میں جو کھٹکتا ہے وہ کانٹا دل ہے

صاف نیت ہے تو بیکار ہے انجام کا ڈر — پاک بندے جو ہیں رکھتے ہیں فقط حق پہ نظر
خود ریاضت کو سمجھتے ہیں ریاضت کا ثمر — پھل کے لالچ میں لگاتے نہیں نیکی کا شجر

CC-0. Agamnigam Digital Presavation Foundation, Chandigarh

کرشن کنہیا

(جنم اشٹمی)

آج کی رات کا دُنیا کیلئے کیا ہے پیام — حُسنِ قدرت کا سرِ شام سے ہے جلوۂ عام
نور برساتے ہیں تاروں کے چھلکتے ہوئے جام — بن گیا سازِ طرب ہستیِ عالم کا نظام
فرشِ راحت پہ اگر آنکھ جھپک جاتی ہے
بانسری کی مرے کانوں میں صدا آتی ہے

بے حجابی کی عروسانِ چمن میں ہے صدا — گل کا نکہت سے اشارہ ہے کہ پردہ کیسا
دل میں پیوست ہوئی جاتی ہے مورونکی نوا — ہُن برسنے کو ہے کہتی ہے یہ پورب کی ہوا
پیشوائی کے لئے خلقِ خدا اُٹھتی ہے
آج جمنا کے کنارے سے گھٹا اُٹھتی ہے

شبِ تاریک کے قبضے میں ہے ایوانِ فلک — جھپکی جاتی ہے اندھیرے میں ستارونکی پلک
وہ ہوا ہے کہ اُڑے جاتے ہیں فانوس تلک — نظر آتی نہیں بستی میں چراغوں کی جھلک
صرف جگنو ہے جو دیوانہ صفت پھرتا ہے
شمع لے کر کبھی اُٹھتا ہے کبھی گرتا ہے

سنسناتی ہوئی آتی ہے اندھیرے میں ہوا — شجر و شاخ کے نغمے سے ہے معمور فضا
بجلیاں کوندتی ہیں لاکھ گرجتی ہے گھٹا — نَے کے باہر نہیں ہوتی ہے پپیہے کی صدا
درد کے نام سے نعمت اُسے ہاتھ آئی ہے
ایک ہی راگ کا دنیا میں یہ شیدائی ہے

چھا گیا ابر برسنے کو ہیں منھ کے جھالے — آپ ہی آپ ہوئے جاتے ہیں دل متوالے
آنکھ کہتی ہے یہ بادل نہیں کالے کالے — بال کھولے ہوئے ہیں سانولی صورت والے
کشتیٔ فکر بہی جاتی ہے جمنا کی طرف
دل مرا کھینچ رہا ہے مجھے متھرا کی طرف

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh
کے ایم۔ اے (M.A.) کے نصاب کی ضرورت اس سے پوری ہو جائے۔

ڈاکٹر محمد شفیع

صدر شعبۂ اردو۔ فارسی

سیوا سدن ڈگری کالج

برہانپور (ایم۔ پی)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہوئے اعلیٰ درجہ کے حمدیہ اشعار بھی کہہ دیے ہیں اور فلسفہ کی گتھیاں بھی سلجھا دی ہیں ؎

پانی میں ہے چشموں کے اثر آب بقا کا ❊ ہر نخل میں عالم خضر سبز قبا کا
جو پھول ہے گلشن میں وہ ہے نور خدا کا ❊ سایہ میں شجر کے ہے اثر ظلِ ہما کا
مبداء کرم عام کی ہر جوئے رواں ہے ❊ سرچشمۂ فیض چمن آرائے جہاں ہے

(کشمیر)

چکبست کا انداز بیان اپنے ہمعصر شعراء سے جداگانہ ہے انھوں نے مقامی الفاظ کے جواہرات سے اپنی شاعری کے محل میں پچی کاری کی ہے بھیشم، ارجن، گوتم بدھ، اکبر، مہارانا پرتاپ اور لکشمی بائی جیسے قومی ثور ماؤں کو انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ پیش کیا۔ ان کی زبان خالص لکھنؤی تھی لیکن اس میں بھی اپنا الگ بانکپن تھا شاعری میں انیس، اور ذوق سے وہ بے حد متاثر ہیں کہیں کہیں آتش کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ان مشہور اساتذہ کے طرز، فکر، اور انداز بیان کی نقل کرنے میں ناکام ہی رہے ہیں چکبست کے یہاں ویسی فصاحت و بلاغت نہ فلسفیانہ گہرائی اور نہ ہی قلندرانہ مسکینی ہے لیکن ان کا منفرد انداز، اچھوتے مضامین اور مقامی رنگ میں رنگے ہوئے تشبیہ و استعارات نے ان کا ایک الگ مقام بنا دیا ہے جو کسی دوسرے شاعر کو نصیب نہ ہو سکا ان کا سیدھا سادا لب و لہجہ ہی ذہن و دل پر اثر ڈالتا ہے اور ملک میں رونما ہونے والے واقعات کی یاد تازہ کر جاتا ہے۔

اس کتاب میں چکبست کی ایسی نظموں کے انتخاب کی کوشش کی گئی ہے جن کے مطالعہ سے ان کی تمام خصوصیات قاری پر اجاگر ہو جائیں ان کی اکثر نظمیں حالات سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہیں مقدمہ میں انہی حالات کے پس منظر میں نظموں کا جائزہ لیا گیا ہے ہندی کے الفاظ کو ان کی اصل صورت میں لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اکثر نظموں کا سال تصنیف بھی درج کر دیا گیا ہے اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ ساگر، کانپور، لکھنؤ، الہ آباد، جے پور، آگرہ، میرٹھ، اور گورکھپور یونیورسٹی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

رخصت ہوا وہ باپ سے لیکر خدا کا نام ❊ راہِ وفا کی منزلِ اوّل ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام ❊ دامن سے اشک پونچھ کے دل سے کیا کلام
اظہار بے کسی سے ستم ہو کا اور بھی ❊ دیکھا ہمیں اداس تو غم ہوگا اور بھی

چکبست نے کچھ نظمیں سماج کی اصلاح کے لئے بھی وقف کی ہیں۔ جس وقت کشمیری پنڈتوں میں ایک بیوہ کی شادی ہوئی تو چکبست کا دل اس اصلاح سے جھوم اٹھا انھوں نے دل کھول کر اس شادی کا خیر مقدم کیا اور کہا ؎

مرحبا جرأت اصلاح دلانے والو ❊ قوم کے بار امانت کے اٹھانے والو
دل کی اجڑی ہوئی نگری کے بسانے والو ❊ مادرِ ہند کی بگڑی کے بنانے والو
کیسے طوفاں میں دیا ہے یہ سہارا تم نے ❊ خوب ڈوبی ہوئی کشتی کو ابھارا تم نے

"پھول مالا" میں چکبست نے قوم کی لڑکیوں سے خطاب کرتے ہوئے اچھی بات اس طرح پیش کی ہے ؎

رشکِ خام پہ مردوں کی نہ جانا ہرگز ❊ داغ تعلیم میں اپنی نہ لگانا ہرگز
نام رکھا ہے نمائش کا ترقی دَر غارم ❊ تم اس انداز سے دھوکے میں نہ آنا ہرگز

چکبست نے گوپال کرشن گوکھلے، بال گنگا دھر تلک، لبشن نارائن دَر اور گنگا پرشاد ورما، وغیرہ قومی رہنماؤں اور عزیزوں پر انیس کی طرح مسدس میں مرثیے بھی لکھے ہیں جو مقبول ہوئے تلک کی وفات ۱۹۲۰ء سے ۱۸۵۶ء پر انھوں نے فرمایا ؎

لاش کو تیری سنواریں نہ رقیبانِ کہن ❊ ہو جنہیں کے لئے صندل کی جگہ خاک وطن
تر ہوا ہے جو شہیدوں کے لہو سے دامن ❊ دیں اسی کا تجھے پنجاب کے مظلوم کفن
شورِ ماتم نہ ہو جھنکار ہو زنجیروں کی ❊ چاہیئے قوم کے بھیشم کو چتا تیروں کی

چکبست نے "کشمیر" اور "سیر دہرہ دون" جیسی نظمیں لکھ کر نہ صرف قدرتی مناظر کی حسین عکاسی کی ہے بلکہ "آصف الدولہ کا امام باڑہ" جیسی نظم لکھ کر وطن سے والہانہ محبت کا ثبوت بھی دیا ہے انھوں نے قدرتی مناظر کی حسین عکاسی کرتے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آل انڈیا ہوم رول لیگ بنائی (یکم دسمبر ۱۹۱۶ء) جب ان کی گرفتاری کی خبر آئی تو چکبست نے نظم کہی ہے

قوم غافل نہیں ماتا تیری غم خواری سے ⁂ زلزلہ ملک میں ہے تیری گرفتاری سے
آگ بھڑکی ہے تیری آہ کی چنگاری سے ⁂ خاک حاصل نہ ہوا تیری دل آزاری سے
دل تیرا قوم کے دامن میں دیے جاتے ہیں ⁂ ہڈیوں کو تیری زنداں میں لیے جاتے ہیں

ملک میں "ہوم رول" کا خیر مقدم ہوا اور چکبست نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے

طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے ⁂ نہ لیں بہشت بھی ہم ہوم رول کے بدلے

ہوم رول تحریک رنگ لائی اور ۱۹۱۷ء میں وزیر ہند "مسٹر مان ٹیگو" (MANTAGU) نے اعلان کیا کہ حکومت برطانیہ کا مقصد ہندوستان کو برطانوی قلم رو کے اندر دھیرے دھیرے ذمہ دار حکومت کا درجہ دینا ہے نتیجہ میں جون ۱۹۱۸ء میں مان ٹیگو چیمس فوٹ رپورٹ "MANTAGUCHEMSFORDREPORT" شائع ہوئی جس کا خیر مقدم صرف اعتدال پسند حضرات نے کیا باقی سبھی حضرات نے اسکی مخالفت کی چکبست نے اس موقع پر کہا ہے

جو اپنے دل سے ہے برطانیہ کا دل راضی ⁂ تو کیا کریں گے یہ ہندوستان کے قاضی
نہ کام آئے گی غیروں کی رخنہ اندازی ⁂ تمہیں پکار رہی ہے سخی کی فیاضی
بچی بچی یہ قناعت ہے یوں نہیں پیتے ⁂ پلانے والا پلاتا ہے کیوں نہیں پیتے

لیکن جب یہ ایکٹ ۱۹۱۹ء میں پاس ہوا تو چکبست کو بھی مایوسی ہوئی ہوگی اسی بل کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہوا اور گاندھی جی نے ستیہ گرہ کا ہتھیار سنبھالا جس کے ذریعہ ہمیں آزادی نصیب ہوئی سیاست اور عمری واقعات سے ہٹ کر بھی انھوں نے کچھ اچھی نظمیں کہی ہیں "رامائن کا ایک سین" کرشن کنہیا" اور "گائے" جس میں نظموں سے انھوں نے اپنی مذہبی عقیدت کو پیش کیا "رامائن کا ایک سین" دیکھئے انداز بیان سے انیس کی یاد آئے گی اور سین سے اس وقت کا منظر سامنے پھر جائے گا جب رام چندر جی اپنے والد دشرتھ سے رخصت لیکر ون واس کو جاتے ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

نے اس وقت قوم کے احساسات کے خلاف برطانیہ حکومت کی حمایت اسطرح کی کہ جنگ پر جانے والے ہندوستانی سپاہیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی حوصلہ افزائی کی یہ سچ ہے کہ انھیں صرف فوجوں سے ہمدردی رہی ہوگی اور محض ان کا جوش بڑھانے کے لئے ہی انھوں نے یہ نظم کہی ہوگی لیکن ایک دوربین شاعر کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جن فوجوں کی وہ حوصلہ افزائی کر رہا ہے وہ کس کے پرچم کے نیچے ہیں اور کس کے خلاف صف آراء ہیں فرماتے ہیں ؎

جاں نثار آج تمہارا ساز مانہ میں نہیں ٭ ہاں دکھادو کے ہو تاج شہہ لندن کے نگیں
دوست کیا چیز ہیں دشمن ہوں فدائے تحسیں ٭ آسماں وجد کرے بول اٹھے رن میں امیں
یوں تو لڑنے کو بہت شہ کے نمک خوار لڑے ٭ اور ہی شان سے لیکن یہ وفادار لڑے

یہ نظم اس وقت لکھی گئی جب آزادی کے پروانوں کے دل میں برطانیہ کے خلاف نفرت جنم لے رہی تھی ظاہر ہے کہ چکبست کی نگاہ اور گہری نہیں تھی صرف ملک و قوم کی محبت ان کے دل میں ہلوریں لے رہی تھیں اسکا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ جب لوکمانیہ تلک نے ۲۳ اپریل ۱۹۱۶ء میں "ہوم رول لیگ قائم کی تو چکبست کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ یہ لیگ ملک کو پوری طرح آزاد کرانے کی بنیاد ہے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کبھی ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد بھی ہوگا اور شاید وہ "ہوم رول" سے زیادہ کچھ چاہتے بھی نہ تھے ایک نظم میں فرماتے ہیں ؎

اہل وطن مبارک تم کو یہ بزم اعلیٰ ٭ جسمیں نئی امیدوں کا ہے نیا اُجالا
دنیا کے مذہبوں سے یہ رنگ ہے نرالا ٭ مسجد یہی ہے اپنی اور ہے یہی شوالہ
ہو ہوم رول حاصل ارمان ہے تو یہ ہے ٭ اب دین ہے تو یہ ہے ایمان ہے تو یہ ہے

ہم ہوں گے عیش ہوگا اور ہوم رول ہوگا ۱۹۱۶ء

نظم کے آخر میں کہتے ہیں ؎

برطانیہ کا سایہ سر پہ قبول ہوگا ٭ ہم ہوں گے عیش ہوگا اور ہوم رول ہوگا

مس اینی بسنٹ اسی سال مذہب سے سیاست میں آئے اور انھوں نے .....

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ختم ہو رہا ہے انھوں نے حب الوطنی کے صور سے گہری نیند میں سوئی ہوئی قوم کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے فرماتے ہیں ؎

برسوں سے ہو رہا ہے برہم سماں ہمارا — دنیا سے مٹ رہا ہے نام و نشاں ہمارا
کچھ کم نہیں اجل سے خوابِ گراں ہمارا — اک لاش بے کفن ہے ہندوستاں ہمارا
علم و کمال و ایماں برباد ہو رہے ہیں — عیش و طرب کے بندے غفلت میں سو رہے ہیں

انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں کیا جائے گا بات بننے والی نہیں ہے اس خیال کی تکمیل کے لئے انھوں نے پنڈت مدن موہن مالوی کی اس تحریک کی دل سے حمایت کی جس کے تحت انھوں نے بنارس ہندو یونیورسٹی کو ایک عظیم درس گاہ بنا دیا تھا ۳ ستمبر ۱۹۱۱ء کو جس وقت پنڈت مالوی اور دیگر حضرات چندہ جمع کرنے کی خاطر آئے تو چکبست نے ایک جلسہ میں جو خوبصورت نظم پڑھی اسکا ایک بند ملاحظہ فرمائیں جس سے یہ اندازہ ہو جائے گا کہ انھیں پنڈت مالویہ سے کس قدر عقیدت تھی ؎

فقیر علم کے ہیں ان کی داستاں سن لو — پیام قوم کا دکھ درد کا بیاں سن لو
یہ دن وہ دن ہے جو ہے یادگار ہاں سن لو — ہے آج غیرتِ قومی کا امتحاں سن لو
یہی ہے وقت امیروں کی پیش وائی کا — فقیر آئے ہیں کاسہ لئے گدائی کا

۱۹۱۱-۱۲ء میں طرابلس اور ۱۹۱۲-۱۳ء میں بلقان کی جنگیں چھڑ گئیں جس میں برطانیہ ترکی کے خلاف صف آرا تھا ہندوستان سے بھی فوجیں جنگ میں شرکت کے لئے بھیجی گئیں اس وقت ملک کے مسلمانوں کی نیک خواہشات ترکی کے ساتھ وابستہ تھیں اور اپنی حکومت یعنی کہ حکومت برطانیہ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کر رہے تھے کہ انھوں نے ترکی کے خلاف فوجیں بھیجنے کا فیصلہ کیوں کیا لیکن اس موقع پر چکبست نے جو نظمیں کہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سیاست کے میدان میں بہت پیچھے تھے مسلمانوں کے علاوہ ملک کی دوسری قومیں بھی انگریزوں کے خلاف تھیں اور وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ہندوستان کی فوج یورپ میں جنگ کے لئے بھیجی جائیں لیکن چکبست

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہزار حیف کہ ہو دور بادۂ تہذیب ؛ بشر کے واسطے دنیا میں باعثِ تخریب
نہ تھا زمانۂ وحشت میں گو یہ عیش نصیب ؛ اولیک پاک گناہوں کے تھا یہ عہد غریب
نہ تھا شعور تو دنیا بھی یوں خراب نہ تھی ؛ تمیز نشہ کی جب تک نہ تھی شراب نہ تھی

آبِ انگور ۱۸۹۹ء

بیسوی صدی کے آغاز کے پانچ چھ برس ہندوستانیوں کے لئے بے حد نازک اور بدترین تھے لارڈ کرزن کے ظلم، بنگال کی تقسیم اور "دادا بھائی نوروجی" کی صدارت میں ۱۹۰۶ء کلکتہ میں ہونے والے کانگریس کے اجلاس میں پارٹی کا دو گروہوں میں تقسیم ہو جانا یہ اختلاف ۱۹۰۷ء کے سورت اجلاس میں اور بھی گہرا ہو گیا اور بال گنگا دھر تلک" کانگریس سے الگ ہو گئے حالانکہ ۱۹۱۶ء میں یہ گروہ پھر کانگریس سے آملا مگر چکبست کے دل پر تقسیم کے باعث گہری چوٹ پہونچی تھی انھوں نے "نالۂ یاس" اور "نالۂ درد" نظموں کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کچھ اس طرح کیا ؎

کیا کہیں کس سے کہیں ہم آج کیا کہنے کو ہیں ؛ آخری افسانۂ شوقِ وفا کہنے کو ہیں
جن امیدوں کی لڑکپن میں ہوئی تھی ابتداء ؛ آج ان کی انتہا کا ماجرہ کہنے کو ہیں
بے خبر اب بھی نہیں ہم قوم کے دکھ درد سے ؛ پہلے ہمت تھی دوا کی اب دعا کہنے کو ہیں
کیا کہیں کیا دور آخر میں ستم دیکھا کئے ؛ برہمی بڑھتی گئی محفل کو ہم دیکھا کئے

چکبست نے وقت کی نبض کو پرکھا اور تیزی سے حب الوطنی کے گیت گانا شروع کئے انھوں نے ہندوستان کی عظمت کو کچھ اس انداز سے اُجاگر کیا کہ وطن کے جیالوں کے دل وطن کی محبت سے سرشار ہو گئے "خاکِ ہند ۱۹۰۵ء نظم بہت مشہور ہوئی تھی اس نظم کی ابتدائی بند ملاحظہ فرمائیں ؎

اے خاکِ ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے ؛ دریائے فیضِ قدرت تیرے لئے رواں ہے
تیری جبیں سے نورِ حسنِ ازل عیاں ہے ؛ اللہ رے زیب و زینت کیا اوج عز و شاں ہے
ہر صبح ہے یہ خدمت خورشید پر ضیاء کی ؛ کرنوں سے گوندھتا ہے چوٹی ہمالیہ کی

انھیں اپنی تابناک تاریخ پر ناز ہے اور یہ بھی احساس ہے یہ آثار دھیرے دھیرے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

رہا جو معرکہ چکبست و شرر کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک ناول "شیاما" بھی منظرِ عام پر آیا لیکن وہ زیادہ کامیاب نہ ہو سکا ۱۹۲۹ء میں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں رائے بریلی گئے تھے واپسی میں اسٹیشن پر ہی فالج گرا اور وفات پا گئے۔

ان کا کلام "صبح وطن" کے نام سے شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے اور سبھی نظمیں ملک کے حالات کا آئینہ ہیں جن کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد حساس طبیعت کے مالک تھے ملک میں رونما ہونے والے ہر اہم واقعہ نے ان کو متاثر کیا اور انھوں نے اسے اپنے کلام میں ضم کر دیا۔

۱۸۸۵ء میں "انڈین نیشنل کانگریس" کی بنیاد پڑی ہندوستان کے دل میں ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کی جو آگ سرد ہونے لگی تھی اسکی راکھ میں چنگاری باقی تھی اور کانگریس کا کام اسی چنگاری کو ہوا دینے کا تھا اس کے اجلاسوں میں بڑا نرم لہجہ اختیار کیا جاتا تھا اور حکومتِ برطانیہ سے وفاداری کا اظہار بھی کر لیا جاتا تھا مگر دھیرے دھیرے حکومتِ برطانیہ کانگریس کی طرف سے بدظن ہو گئی اور کانگریس نے بھی اپنی مانگیں منوانے کے لئے سخت لہجہ میں بات کرنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۹۲ء میں کونسل ایکٹ کے ذریعہ اسے کچھ کامیابی حاصل ہوئی اور دھیرے دھیرے کانگریس ملک کی ایک اہم سیاسی جماعت بن گئی ملک کے ادیب و شعراء کو یہ احساس ہو چلا تھا کہ ملک بیدار ہو رہا ہے چکبست نے اس وقت ہوش سنبھالا ہی تھا ان کی توجہ بھی اسطرف گئی اور ۱۸۹۸ء میں ایک نظم "جلوۂ صبح" عنوان کے تحت کہی جس میں اپنی بات تمثیلی پیرایہ میں اس طرف کہی ؎

جب رنگ شبِ آئینۂ ہستی سے ہوا دور ⁂ ہنگام سحر کون و مکاں ہو گئے پُر نور
تبدیل ہوئی صورتِ کوہِ شبِ دیجور ⁂ چمکا وہ تجلیٔ سحر سے صفتِ طور
بجلی کی طرح چرخ پہ طورِ سحر آیا ⁂ آنکھوں کو نہ پھر خرمنِ انجم نظر آیا

انھیں اپنے وطن سے اسقدر محبت تھی کہ مغربی علوم کی ترقی بھی انہیں انحطاط پذیر معلوم ہوتی تھی ان کا خیال تھا ؎

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

حرفِ آغاز

ہر ایک شاعر کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے اور اسکی حب الوطنی کسی نہ کسی روپ میں اسکی شاعری کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہتی ہے لیکن کچھ شعراء ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں یہ جذبہ نہ صرف درجہ اتم میں موجود ہوتا ہے بلکہ وہ اس کا اظہار بھی شدت سے اپنی شاعری میں کرتے ہیں اُردو میں بھی ایسے شعراء کی کمی نہیں ہے چونکہ ادب سماج کا آئینہ ہے اسلئے جب جب قومی شاعری کا پرچم بلند ہوا ہے اس کے پس منظر میں سماجی اور سیاسی حالات کارفرما رہے ہیں ہر شاعر کسی ایک واقعہ کو اپنی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کا اظہار بھی اپنے مخصوص انداز میں کرتا ہے اس لئے ہر شعراء کے کلام میں بھی تنوع پایا جاتا ہے۔

چکبست کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب اقبال، حالی، حسرت، اکبر اور جوش جیسے درخشاں ستارے اُردو ادب کے افق کو روشنی بخش رہے تھے ہر شاعر نے اپنا الگ معیار قائم کیا تھا اور سبھی نے اپنے اپنے رنگ میں حب الوطنی کے گیت گائے ان میں اقبال کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی چکبست نے بھی اپنے مخصوص انداز میں وطن کی محبت کے گیت گائے جو بعض زاویوں سے بے حد اہم ہیں۔

برج نارائن چکبست کشمیری پنڈت تھے مگر آباؤ اجداد عرصہ سے لکھنؤ میں آکر بس گئے تھے چکبست ۱۸۸۲ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی یہیں سے ۱۹۰۵ء میں بی۔ اے (B. A) اور ۱۹۰۸ء میں وکالت پاس کی لکھنؤ میں ہی وکالت شروع کی اور بے حد کامیابی حاصل کی ذہین شخص تھے شعر و شاعری کی طرف بھی لگاؤ ہوا لکھنؤ کی ادبی فضا نے مدد کی اور نظم و نثر دونوں میں طبع آزمائی کرنے لگے نثر میں "مضامین چکبست" شائع ہوا ہے۔ گلزار نسیم پر جو انھوں نے دیباچہ لکھا اس پر ان کی اور شرر کی ٹھن گئی اخبارات میں مباحثہ چلتا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

انتخاب چکبست

(۱۹) برق اصلاح ۴۷
(۲۰) پھول مالا ۴۹
(۲۱) نالۂ یاس ۵۱
(۲۲) نالۂ درد ۵۲
(۲۳) جلوۂ صبح ۵۲
(۲۴) آب انگور ۵۴
(۲۵) رامائن کا ایک سین ۵۶
(۲۶) ماں کا جواب ۶۰
(۲۷) آصف الدولہ کا امام باڑا (لکھنؤ) ۶۲
(۲۸) مرثیہ گوپال کرشن گوکھلے ۶۴
(۲۹) مرثیہ بال گنگا دھر تلک ۶۶
(۳۰) کشمیر ۶۸

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

فہرستِ مطالب

حرف آغاز

(۱) کرشن کنہیا (جنم اسٹمی) ۱۷
(۲) برسات ۲۰
(۳) خاک ہند ۲۰
(۴) قومی مسدس ۲۲
(۵) گائے ۲۵
(۶) دردِ دل ۲۷
(۷) ترقی انجمن ۲۸
(۸) حالتِ قوم ۳۰
(۹) نوجوانوں سے خطاب ۳۲
(۱۰) قوم کے سورماؤں کی الوداع ۳۳
(۱۱) فریادِ قوم ۳۵
(۱۲) بخدمت فدائے قوم مسٹر کرم چند گاندھی ۳۶
(۱۳) ہم ہوں گے عیش ہوگا اور ہوم رول ہوگا ۳۹
(۱۴) ہمارا وطن دل سے پیارا وطن ۳۹
(۱۵) وطن کو ہم وطن ہم کو مبارک ۴۰
(۱۶) آوازۂ قوم ۴۱
(۱۷) مسز بسنٹ کی خدمت میں قوم کا پیامِ وفا ۴۳
(۱۸) وطن کا راگ ۴۶

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

انتخاب

اُن شہیدوں کے نام جنھوں نے
وطن کو آزاد کرانے کے لئے اپنی جانیں
قربان کر دیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

بار اوّل — جنوری ۱۹۸۵ء

پبلشر — اُردو پبلشرز۔ لکھنؤ

پرنٹر — نظامی پریس۔ لکھنؤ

قیمت — چھ روپئے

کاتب نقی حسین

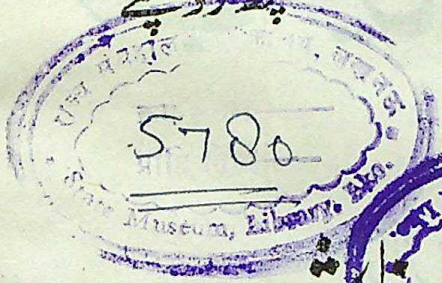

اُردو پبلشرز۔ نظیر آباد۔ لکھنؤ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چکبست
اور انکی
منتخب نظمیں

(ڈاکٹر) محمد شفیع مہوبوی

اُردو پبلشرز۔ نظیرآباد۔ لکھنؤ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

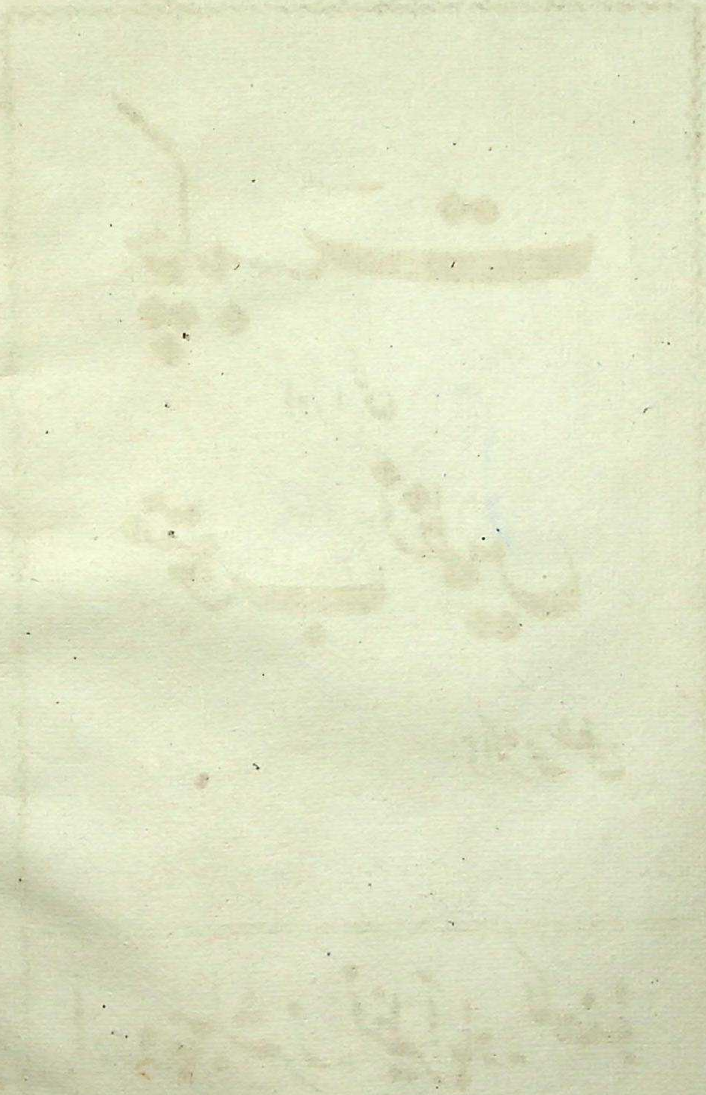

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چکبست

اور اُنکی

منتخب نظمیں

ڈاکٹر محمد شفیع

اُردو پبلشرز۔ نظیر آباد۔ لکھنؤ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

5780

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

5780